Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

رسالہ اردو ریویو آف ریلیجنز

نمبر ۱۰ — ۵-اکتوبر ۱۹۳۰ء — ۱۲-جمادی الاول ۱۳۴۹ھ — جلد ۲۹

[illegible]

محمد ظہور الدین اکمل

[illegible]

مقام اشاعت
قادیان دارالامان

چندہ سالانہ ہندوستان میں تین روپیہ اور ہندوستان سے باہر ۳ شلنگ
مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے ۲ روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست مضامین

شراب نوشی کا تمدن اور اخلاق پر اثر	۳۶۱ / ۳۷۵	ڈاکٹر چوہدری محمد شاہ نواز خان صاحب ایم-بی-بی-ایس
اسلام اور مغربی عورت	۳۷۶ / ۳۸۴	شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی
اسلام اور	۳۸۵ / ۳۸۷	سن رائز
پیغمبر اسلام علیہ السلام	۳۸۸ / ۳۹۲	جناب دیویداس گاندھی صاحب
شذرات	۳۹۲ / ۴۰۰	ماخوذ

سیرت نبوی کے متعلق جلسے

برادرانِ کرام! گذشتہ دو سالوں میں سیرت نبوی کے متعلق جلسوں کا انعقاد جون میں ہوتا رہا ہے۔ لیکن اس سال جلسے بجائے جون کے ... اکتوبر میں کیئے جائینگے۔ جبکہ موسم عام طور پر خوشگوار ہوتا ہے۔ پس اس نیک مقصد اور نہایت ہی مبارک کام کیلئے اس سال ۲۶ر اکتوبر اتوار کا دن مقرر کیا جاتا ہے۔ اِن جلسوں کی غرض نہ تو احمدیت کی تبلیغ ہے۔ اور نہ ہی ان جلسوں کا یہ مطلب ہے کہ انکی وجہ سے ایسی صورت اختیار کی جائے۔ کہ جس سے لوگ یہ سمجھیں۔ کہ جماعت احمدیہ اپنی خصوصیات میں کمی یا کسی قسم کی ترمیم اختیار کر رہی ہے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ان جلسوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک کے متعلق دُنیا کو آگاہ کرنے کیلئے مسلمانوں ہندوؤں۔ سکھوں اور عیسائیوں وغیرہ کو دعوت دیں۔ اور انکو ان جلسوں میں شریک کرنیکی کوشش کریں۔ تاکہ مسلمان اپنے آقا کے اپنے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سیرت وحالات وتعلیم سے آگاہ ہو کر حضورؐ کے اُسوۂ حسنہ پر چلنے کی کوشش کریں۔ اور تاکہ غیر مسلموں میں جو تعصب اور بدظنیاں اسلام اور اسلام کی تعلیم اور مسلمانانِ عالم کے پیشوا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پھیلی ہوئی ہیں وہ آہستہ آہستہ اسلام کی اصل تعلیم اور حضورؐ کے اصل حالات سے آگاہی ہونیکے بعد رفع ہو جائیں۔ اور دنیا اسلام کا منور چہرہ دیکھ لے (۱) گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی پنجاب کے اندر اضلاع کی۔ اور پنجاب سے باہر صوبجات کی مرکزی انجمنوں کے لئے جلسوں کی ایک خاص تعداد مقرر کی گئی ہے۔ احمدیہ جماعتوں اور اُن احمدی احباب کو جو متفرق طور پر بعض علاقوں میں ہیں۔ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ اس تعداد کو جو انکے لئے مقرر کیگئی ہے۔ پورا کرنیکی کوشش کریں۔ اور ایسے رنگ میں کوشش کیجائے کہ اخراجات میں بھی حتی الامکان گذشتہ سالوں کی نسبت بہت کمی ہو۔ اور ہر ایک امر میں سہولت کو مدِنظر رکھا جائے۔ اور اخراجات کے لحاظ سے کوئی قدم ایسا نہ اُٹھایا جائے جسکا اثر مرکزی چندوں یا احمدیہ جماعتوں کے مالی حالات پر پڑے (۲) اس سال کے مضمون کا عنوان "عرفانِ الٰہی اور محبت باللہ کا عالی مرتبہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کو قائم کرنا چاہتے ہیں" ہوگا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے۔ کہ گذشتہ دو سالوں کے مضامین کو بھی دُہرایا جائے ... مضمون بالا کے نوٹ گذشتہ دو سالوں کے نوٹوں کو ملا کر شائع کر دیئے جائینگے۔ جن سے لیکچروں کی تیاری میں خاص مدد ملیگی۔ لیکن ...

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

شراب نوشی کا تمدّن اور اخلاق پر اثر

(از ڈاکٹر چوہدری محمد شاہ نواز خان صاحب یوگنڈا میڈیکل سروس)

انسان پر ماحول کے اثرات

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک متأثر وجود بنایا ہے۔ بچپن سے لیکر موت تک وہ گردو پیش کے حالات اور ماحول کی کیفیات سے متأثر ہوتا رہتا ہے۔ موجودہ تحقیقات اور یوجینکس کے تجارب نے تو یہاں تک بتادیا ہے کہ رحم مادر میں بھی بچہ والدہ کی عادات اور طبیعت وغیرہ کا نیک و بد اثر لیتا ہے۔ ورثہ کے اثرات کے علاوہ آب و ہوا۔ رہائشی مکان۔ لباس اور غذا وغیرہ کا اثر بھی جسم پر پڑتا ہے۔ ان محسوس اور مشہود اثرات کے علاوہ بعض باریک اور غیر محسوس اثرات ہیں جو اجرام فلکی سے متعلق ہیں چنانچہ چاند سورج اور ستاروں کی تاثیرات کا اثر بھی انسان پر پڑ رہا ہے۔ یہاں تک کہ اُن ستاروں کا اثر بھی انسان قبول کر رہا ہے۔ جن کی روشنی ابھی ابھی تک زمین تک نہیں پہنچی۔ (واضح ہو کہ روشنی کی رفتار قریباً دو لاکھ میل فی ثانیہ ہے۔ اس سے ناظرین ان ستاروں کے زمین سے فاصلہ کا کچھ اندازہ لگا سکتے ہیں)

مغرب کے محققین ہمیں یہ تو بتاتے ہیں کہ فلاں ستارے کا اثر انسان قبول کر رہا ہے۔ فلاں ستارے (مارس) کے باشندے ہم پر اپنے برقی آلات سے اثر ڈال رہے ہیں۔ مگر ان کی سمجھ میں یہ موٹی بات نہیں آسکی کہ غذا کا بھی انسان پر اچھا اور بُرا اثر پڑتا ہے تعجّب کا مقام ہے کہ زمین سے کروڑوں میل دور ستاروں کے اثر کو تو درست مانا جائے۔ اور غذا جو تحلیل ہو کر جزو بدن بنتی ہے اسکے اثرات کا انکار کیا جائے ۔

غذا کا اثر

یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ جس جانور کا گوشت استعمال کیا جائے اس کی مخصوص عادات اور خواص کا اثر انسان پر پڑتا ہے۔ قرآن کریم نے اس اصل کو بیان کیا ہے کہ غذا کا انسانی اعمال کے ساتھ گہرا تعلق ہے چنانچہ فرمایا یاایّھا الرسُلُ کلوا من الطیّبات واعملوا صالحاً۔ گویا عمل صالح کے لئے طیّب (صاف ستھری حلال) غذا کا کھانا ضروری ہے۔ اسی اصل کو مدّ نظر رکھتے ہوئے قرآن کریم نے اصولی طور پر حرام چیزوں کا ذکر کر دیا ہے۔ تا انسان غلطی سے ایسی چیز نہ کھالے جو اسکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جسم اور رُوح کے لئے مضر ہو۔ چنانچہ فرماتا ہے قل لا اجد فی ما اُوحی الیّ محرمًا علیٰ طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دمًا مسفوحًا او لحم خنزیر۔ فانہ رجس او فسقا اھل لغیر اللہ بہ (انعام ۱۸) کہ مردار۔ خون۔ اور خنزیر کا گوشت اور اللہ کے سوا دوسرے کے نام پر کاٹا ہُوا جانور تمہارے لئے حرام ہیں۔ ایک دوسرے مقام پر پینے کی اشیاء کے متعلق فرمایا یسئلونک عن الخمر والمیسر۔ قل فیہما اثم کبیرٌ و منافع للناس۔ واثمھما اکبر من نفعھما (البقرہ ۲۷)

اسلامی محرّمات کی فلاسفی

شراب اور دیگر منشّی اشیاء میں فوائد تو ہیں مگر انکے فوائد سے انکا ضرر چونکہ زیادہ ہے۔ اس لئے انکا استعمال بھی منع ہے۔ قرآن کریم نے پہلے مُردار کا ذکر کیا ہے۔ پھر خون اور پھر خنزیر کا اور سب سے آخر غیر اللہ کے لئے حلال شدہ جانور کا۔ مردار کا اثر جسم پر ہے۔ خون کا اثر ذہنی قویٰ پر۔ خنزیر کا اثر اخلاق پر ہے اور غیر اللہ کے لئے حلال شدہ جانور کا رُوح پر۔ ان میں سے پہلے دو یعنی مردار اور خون کا اثر بالکل واضح اور بیّن ہے۔ خنزیر کا اثر باریک ہے اور غیر اللہ کے لئے حلال شدہ کا اثر اس دنیا میں عوام کے مادی جسم کو محسوس نہیں ہوتا۔ قرآن کریم نے کمال حکمت کے ماتحت پہلے مشہود اور محسوس اور موٹی چیز (مردار) کا ذکر کیا ہے۔ پھر ذرا باریک غذا (خون) کا اور پھر اس سے باریک اثر (خنزیر) کا۔ اور سب سے آخر اس شے کا ذکر کیا ہے جس کا ثبوت اس دنیا میں روحانی آنکھوں سے عاری لوگوں کو دینا مشکل تھا۔ مگر چونکہ پہلی تین اشیاء کا ثبوت ہم کو اس دنیا میں مل رہا ہے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ چوتھی شے بھی انسان کے لئے مضر ہے۔ کیونکہ جس کی تین باتیں درست اور صحیح ثابت ہو جائیں۔ اس کی چوتھی بات میں شک کرنا مناسب نہیں ہوتا۔

مُردار کا مضر اثر۔ تو ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ مردار کے جسم میں خاص قسم کی زہریں ہوتی ہیں۔ جن کو کیڈاویرک ٹومین کہتے ہیں۔ جو انسان کو آناً فاناً ہلاک کر سکتے ہیں۔ خون کا اثر باریک ذہنی قویٰ پر ہے۔ خون کھانے والے لوگ سخت سُست کاہل۔ اور کم ہمّت ہوتے ہیں۔ ملک یوگنڈا میں ایک قوم کاراموجا ہے وہ خون کھاتے ہیں۔ مَیں نے خود دیکھا ہے کہ وہ سخت کاہل اور موٹی عقل کے ہیں۔ ممکن نہیں کہ علم و حکمت کی کوئی بات انکو کوئی سمجھا سکے۔

حیوانی غذا کا انسان کے جسم اور رُوح پر گہرا اثر ہے۔ امریکہ کے ملک میں ایک مینڈک پایا جاتا ہے اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کا گوشت کھانے والے کے دل میں ننگا ہونے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ سانپ کھانے سے آپس میں دشمنی ڈلوانے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ خنزیر تو سخت غلیظ جانور ہے۔ غضب اور شہوت اس میں زیادہ ہے (دراصل) ہو کہ تمام بدیوں کا منبع ان دو جذبات غضب اور شہوت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی زیادتی اور ان کا ناجائز استعمال ہے)۔ کئی امراض پیدا کرتا ہے۔ پھر اس میں ایک خاص عادت ہے جو دنیا کے کسی حیوان میں ڈھونڈے سے نہ پاؤ گے یعنی نر سے میل کرتا ہے وہ دن دور نہیں جبکہ یورپ اور امریکہ میں اس جانور کے گوشت کو ایک ناپاک چیز سمجھ کر پھینک دیا جائیگا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ جولائی ۱۹۲۵ء)

شراب نوشی کی تاریخ شراب کی مختلف اقسام میں سے جَو کی شراب (Beer) کا استعمال بہت مدت سے چلا آتا ہے۔ ڈاکٹر ہیوبر (Huber) کی تحقیقات ہم کو بتاتی ہے کہ بابیل کے پُرانے تاریخی نسخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی ولادت سے ۵-۶ ہزار سال قبل لوگوں میں جَو کی شراب بنانے اور پینے کا رواج تھا۔ مزدور پیشہ لوگ اور عورتیں بھی استعمال کرتیں۔ مصر کا بھی یہی حال تھا۔ چنانچہ مصر کی تہذیب کے زوال تک ان میں شراب نوشی کا زور رہا۔ پھر اسلام کے عروج کے ساتھ اس دَور کا خاتمہ ہوگیا۔ بابل اور مصر میں شراب میں کڑوی اشیاء اور مصالحہ وغیرہ ڈال کر بطور دوا بھی استعمال کرتے تھے۔ ہاروڈوسی لکھتا ہے کہ ملک حبش۔ نوبان وغیرہ میں جہاں لوگوں کا گذارہ جَو اور جئی پر ہوتا وہاں وہ شراب بھی بناتے تھے۔ ملک کانگو کے لوگ بھی جئی سے شراب بناتے ہیں۔ ملک چین میں بھی حضرت مسیحؑ سے کئی صدیاں قبل شراب بنانے کا ریکارڈ ہے۔ یہ لوگ بھی جَو اور جئی سے شراب بناتے۔ مگر چین اور جاپان میں چاول کی شراب کو زیادہ پسند کیا جاتا تھا۔

یونان والوں نے مصریوں سے یہ فن سیکھا۔ مگر یورپ والے جہاں انگوری شراب کا رواج تھا۔ جَو کی شراب کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے۔ یورپ کے تمام گرجوں میں شراب کشی کا آلہ موجود ہوتا۔ ۱۳۴۹ء میں ڈیوک آف لنکاسٹر نے ایک بڑے گرجا کو دو عورتیں۔ اور ۸ گیلن بیئر فی ہفتہ دینے کا وعدہ کیا۔

شراب کی اقسام اور ان میں الکحل کی مقدار شراب کی کئی اقسام ہیں۔ ہر ایک کی تاثیر الگ ہے۔ اور ان میں الکحل کی مقدار بھی کم و بیش ہے۔ چند ایک کے نام یہ ہیں:-

(۱) وِسکی - ۵۵ فی صدی مقدار الکحل۔			WHISKY.
(۲) برانڈی - ۳۶۰۵	〃	〃	BRANDY
(۳) رم - جن - ۵۱	〃	〃	RUM-GIN.
(۴) شیری - پورٹ - ۲۰	〃	〃	SHERRY-PORT.
(۵) شمپین - ۱۲	〃	〃	CHAMPAGN.
(۶) ایل - ۳ سے ۵	〃	〃	ALE
(۷) بیئر - ۱ سے ۳	〃	〃	BEER

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جسمِ انسانی ایک وقت میں صرف ۱½ اونس (پون چھٹانک) الکحل تحلیل کرکے اسکو پورے طور پر جلا سکتا ہے۔ الکحل چونکہ غذا نہیں اس لئے یہ جزو بدن نہیں بنتی۔ بلکہ جسم کے اندر حرارت پیدا کر دیتی ہے۔ پس اگر اپنی مقدار سے زیادہ الکحل پی جائے۔ تو وہ جسم میں چربی کی مقدار بڑھا دیتی ہے۔ چنانچہ اس حساب سے انسان زیادہ سے زیادہ ۳ اونس۔ وسکی۔ ۴ اونس برانڈی۔ ۷ اونس شیری اور ۱۵ اونس شمپین ایک وقت میں پی سکتا ہے۔ اس سے زیادہ مقدار اسکے جسم کو موٹا کر دیگی*۔

اس امر میں تو کسی شک کی گنجائش نہیں کہ شراب کا زیادہ استعمال سخت مضر ہے۔ الکحل ہر قسم کے حیوانی اور نباتاتی جاندار مادہ کے لئے زہر ہے۔ ہاں جو بات زیادہ وضاحت کو چاہتی ہے وہ "تھوڑی" شراب کے اثرات کے متعلق ہے۔ اکثر لوگ یہ تو جانتے ہیں کہ شراب کا استعمال خراب ہے مگر وہ ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ ہم "تھوڑی" پیتے ہیں۔ پس اصل مسئلہ زیر بحث یہ ہے کہ آیا شراب تھوڑی مقدار میں مضر ہے یا نہیں*

کیا شراب غذا ہے

بعض کا خیال ہے کہ الکحل غذا ہے۔ مگر اس بات کے فیصلہ کے لئے پہلے غذا کی تعریف جاننا ضروری ہے۔ الکحل جسم کے اجزاء کو بنا نہیں سکتی۔ ہاں ایک خاص مقدار میں جسم کے اندر ملتی ہے، اور اس طرح جسم کو حرارت پہنچاتی ہے۔ اس لحاظ سے بظاہر الکحل چینی اور نشاستہ کی قسم کی غذا معلوم ہوتی ہے۔ مگر ان دونو میں ایک نمایاں فرق ہے۔ جس کی وجہ سے الکحل اغذیہ کے زمرہ میں ہرگز شمار نہیں کی جا سکتی۔ اور وہ یہ کہ چینی اور نشاستہ وغیرہ تحلیل ہو کر جزو بدن بنتے اور جسم کے فوت شدہ اجزاء کی مرمت کرتے ہیں۔ مگر شراب ایسا نہیں کر سکتی*

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ الکحل ہاضمہ میں مدد دیتی ہے۔ مگر یہ خیال بھی حقیقت پر مبنی نہیں۔ الکحل کا اثر اس کے بالکل برعکس ہے۔ کیونکہ اس سے معدہ میں خراش ہوتی ہے۔ جس سے متلی اور قے وغیرہ شروع ہو جاتی ہے *

الکحل کا اثر۔ دماغ اور اعصاب پر

الکحل کا اثر سب انسانوں کے دماغ پر ایک جیسا ہوتا ہے۔ مگر مختلف لوگوں میں جو شراب کے نشے کی حالت میں فرق نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ اس دماغی اثر کے اظہار کے مختلف طریق ہیں *

تھوڑی مقدار میں شراب نوشی سے انسان کے اندر خوشی اور بشاشت کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی اسکو اپنی جسمانی طاقت اور ذہنی قابلیت پر بھی زیادہ بھروسہ ہو جاتا ہے۔ اس بھروسے

---

* یہ شرعی یا طبی فتویٰ نہیں۔ بلکہ علمی تحقیق کے لئے لکھا ہے۔ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی وجہ انسان کے جذبات کو قابو میں رہنے والی طاقتوں کا زائل ہوجاتا ہے ؎

زیادہ مقدار میں پینے سے انسان بہت ہنستا ہے۔ بہت باتیں کرتا اور مذاق اُڑاتا ہے۔ اور دیگر ایسی حرکات اور اشارات کرتا ہے جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ اس کے حیوانی جذبات کو تحریک ہو رہی ہے۔ چہرہ خون سے سُرخ اور گرم ہو جاتا ہے۔ آنکھیں زیادہ روشن اور دلفریب معلوم دیتی ہیں۔ نبض کی حرکت تیز ہو جاتی ہے۔ اس سٹیج پر بھی پینے والے کی قوّتِ ارادی کمزور ہو جاتی ہے۔ اور ضبط اور ذاتی کنٹرول کا مادّہ بہت حد تک سلب ہو چکا ہوتا ہے۔ اس کی گفتگو بظاہر بہت برجستہ ہوتی ہے مگر اکثر دفعہ وہ اس کی اندرونی کیفیت کا راز فاش کر دیتی ہے۔ اس کی حرکات گو زیادہ دلکش ہوتی ہیں۔ مگر ان میں وقار نہیں ہوتا ؎

ذاتی کنٹرول کے فوت ہو جانے کا مزید ثبوت یہ ہے کہ شرابی اکثر دفعہ سخت غصّے کے ساتھ مخاطب ہوتا ہے۔ یا بلا وجہ ہم نشینوں سے ناراض ہو جاتا ہے۔ یا وہ ایسی حرکات کرنے لگ جاتا ہے۔ جو اُبھرے ہوئے جذباتِ شہوت سے رنگین ہوتے ہیں۔ پینے والے کو ذمّہ واری کا احساس بالکل نہیں رہتا۔ نہ ہی وہ اہم اور غیر اہم بات میں تمیز کر سکتا ہے۔ دوسروں کے جذبات اور احساسات کا اسکو بالکل خیال نہیں رہتا۔ اور نہ ہی وہ مجلس کے معمولی آداب کی پرواہ کرتا ہے ؎

اگر زیادہ مقدار میں شراب پی جائے تو انسان کی حرکات سخت بے قاعدہ ہو جاتی ہیں۔ گفتگو میں تکلیف اور زبان میں لکنت پیدا ہو جاتی۔ چلتے وقت ٹانگیں لڑکھڑاتی ہیں۔ اور نیند غالب آجاتی ہے۔ اکثر دفعہ متلی اور قے شروع ہو جاتی ہے۔ جب شراب پیکر نیند سے اُٹھے تو سخت ضعف معلوم ہوتا ہے۔ جی متلاتا ہے۔ بھوک نہیں رہتی۔ اگر الکحل بہت زیادہ مقدار میں پی جائے تو انسان کلوروفارم سونگھنے کی طرح بالکل بے حس و حرکت ہو جاتا ہے۔ اور اگر یہ بے ہوشی ۱۰-۱۲ گھنٹہ سے زیادہ رہے تو مریض شاذ و نادر ہی دوبارہ ہوش میں آتا ہے ؎

الکحل اعصاب کے لئے زہر ہے۔ یہی وجہ ہے ۔۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ کہ شرابیوں میں اعصاب کی سوزش عموماً پائی جاتی ہے۔ اگر شراب کا کثرت سے استعمال زیادہ دیر تک کیا جائے تو کئی دماغی امراض اور جنون وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں۔

کیا شراب مقوّی چیز ہے؟

بعض ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ شراب پہلے تو قوّت دیتی ہے مگر بعد میں اعصاب کو ضعف ہوتا ہے۔ مگر آجکل زیادہ تر محققین کی یہی رائے ہے۔ کہ شراب شروع سے ہی ضعف پیدا کرتی ہے۔ اور یہ ہرگز مقوّی چیز نہیں۔ بلکہ منشّی چیز ہے۔ شراب کے استعمال سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو بظاہر تحریک ہوتی ہے اسکی وجہ جسم کی طاقتوں کا بڑھ جانا نہیں۔ بلکہ اس کی وجہ جسم کی ضبط اور کنٹرول والی طاقتوں کا کمزور ہو جانا ہے۔ یعنی دماغ کی اعلیٰ قوّتیں (ارادی اور ذاتی کنٹرول) چونکہ کمزور ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ان کے قبضہ سے حرکت کرنے والے اعضاء نکل جاتے ہیں۔ شراب کی "تھوڑی" مقدار سے بھی دماغ کے اعلیٰ قویٰ کو نقصان ہوتا ہے۔ کیونکہ الکحل کا اثر پہلے ان خوبیوں پر ہوتا ہے جو انسان نے تجربہ اور تعلیم کے نتیجہ میں حاصل کی ہوں۔ الکحل کے اثرات میں سے سب سے زیادہ دھوکہ دینے والی بات اس کا بظاہر جسم کو قوّت دینا ہے۔ مگر اسکی وجہ یہ ہے کہ شراب اعلیٰ ذہنی طاقتوں کو چونکہ کمزور کر دیتی ہے اسلئے ادنیٰ (بہیمانہ) جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں۔ پس شراب کا پہلا نقصان یہ ہے کہ اس سے قوّت موازنہ اور قوّت فیصلہ مکدر ہو جاتی ہے اور اعلیٰ اور نازک احساسات کُند ہو جاتے ہیں۔ گویا شراب ضبط کی بریک کو توڑ دیتی ہے۔ زبان کو ڈھیل دیدیتی ہے۔ اور ادنیٰ حیوانی جذبات کو آزاد چھوڑ دیتی ہے۔ یہ دماغ کی اعلیٰ اور نازک ذہنی طاقتوں کے کُند ہو جانے کا ہی نتیجہ ہے کہ شراب کے نشے میں شرابی وہ باتیں کہہ جاتا اور وہ حرکات کر بیٹھتا ہے۔ جو عام حالات میں اسکے وقار اور شرم و حیا کے مادے کو سخت ٹھیس لگائیں ؞

شرابی کی لمبی گفتگو اور تیز حرکات کی وجہ یہ نہیں کہ اسکے اندر کوئی زائد قوّت پیدا ہو گئی ہے۔ بلکہ اس کی وجہ ضبط کی قوّت کا زائل ہو جانا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ کہ کوئی انجن بلند جگہ پر کھڑا ہو۔ اور اسکی بریک ٹوٹ جائے۔ جس کی وجہ سے وہ تیزی کے ساتھ نشیب کی طرف چل پڑے۔ اب انجن کی اس حرکت کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اسکے اندر سٹیم زیادہ بن گئی ہے۔ بلکہ اس کی وجہ اس کو قابو میں رکھنے والے آلہ (بریک) کا ٹوٹ جانا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس طرح بے تحاشا اُڑتے والا انجن کسی مفید کام نہیں آسکتا بلکہ ۹۹ فیصدی یہی خطرہ ہوتا ہے کہ یہ کسی گڑھے میں گر کر پاش پاش ہو جائیگا ؞

الکحل سے جو دماغ کی اعلیٰ اور شریفانہ قوّتیں کُند ہو جاتی ہیں۔ اس کی وجہ سے جو نقصان شرابی۔ ملک اور قوم کے تمدّن اور اخلاق کو پہنچاتا ہے۔ اس کا اندازہ ناظرین بخوبی لگا سکتے ہیں۔ بہرحال اتنا ضرور واضح ہے کہ شرابی متمدّن ممالک میں ناقابلِ تلافی نقصان کا موجب ہو سکتا ہے ؞

شراب کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس سے تکان جاتی رہتی ہے۔ مگر یہ قطعاً غلط ہے۔ شراب ہرگز تکان کو دور نہیں کرتی۔ بلکہ انسان کو تکان کا احساس نہیں ہونے دیتی ؞

شراب کا اثر انسان کی قابلیت پر عام طور پر کہا جاتا ہے کہ شراب کے نشے میں انسان بڑے بڑے جرأت اور ہمّت کے کام کر لیتا ہے۔ مدبّرین اعلیٰ اعلیٰ تجاویز نکالتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور مصنفین نازک اور اعلیٰ خیالات کا اظہار کرلیتے ہیں۔ مگر باریک مطالعہ سے یہ سب باتیں بے معنی ثابت ہوئی ہیں۔ کئی ایک تجارب سے معلوم ہوا ہے کہ یہ جو شراب کے نشے میں بظاہر جسم اور دماغ کی قوتیں بڑھ جاتی ہیں یہ سب دھوکہ دینے والے اثرات ہیں۔ کیونکہ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ وہ کام جن میں انسان کو اپنے پٹھوں کو خاص ربط کے ساتھ استعمال میں لانا پڑتا ہے۔ نیز جن کاموں میں قوت موازنہ اور قوت فیصلہ سے کام لینا پڑے۔ ان کو شرابی نہایت آہستہ کرتا ہے نیز ان میں غلطی بھی اکثر دفعہ کرتا ہے۔ اور وہی کام دوسرا آدمی زیادہ جلدی اور زیادہ صحیح طور پر سرانجام دے لیتا ہے شراب سے چونکہ پینے والے کے دل میں اپنی طاقت کا جھوٹا گھمنڈ پیدا ہوجاتا ہے اس لئے کسی ایسے ٹائپ کرنے والے۔ موٹر ڈرائیور۔ یا شکاری کو جو عادتاً شراب پی کر یہ کام کرتا ہو۔ شراب کے اس اثر کے متعلق یقین دلانا مشکل ہے۔ اور وہ ہرگز یہ بات باور کرنے کو تیار نہ ہوگا کہ شراب سے کام کرنے کی قابلیت کم ہوجاتی ہے جبتک کہ اسکو مختلف تجارب کا ریکارڈ نہ دکھایا جائے۔ اور یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے (خصوصاً ان لوگوں کے لئے جو کہتے ہیں کہ ہم تھوڑی پیتے ہیں جس سے نشہ نہیں ہوتا) کہ شراب کی اتنی تھوڑی مقدار بھی جس سے نہ تو پینے والے اور نہ دیکھنے والے کو معلوم ہو کہ کوئی غیر طبعی حرکات مجھ سے (یا اس سے) سرزد ہو رہی ہیں۔ انسان کی قابلیت کو خراب کر دیتی ہے۔ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔ بلکہ امریکہ کے مشہور محقق پروفیسر روزنا (ROSENAU) کی تحقیق کی بنا پر لکھ رہا ہوں۔ پس اس تحقیق سے تھوڑی پینے والوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ خصوصاً وہ جو اس دھوکے میں ہیں۔ کہ شراب پی کر دماغی اور جسمانی کام زیادہ عمدگی سے ہوسکتا ہے *

یہ بات بھی مشاہدہ سے معلوم ہوئی ہے کہ وہ رجمنٹ جس کو شراب بالکل نہ دی گئی تھی وہ زیادہ عمدگی کے ساتھ لمبے فاصلہ تک مارچ کرتی۔ نیز اس کی عام حالت دن کے آخر میں زیادہ اچھی ہوتی۔ بہ نسبت اس رجمنٹ کے جس کو شراب پینے کے لئے دی گئی تھی۔ لارڈ کچنر آنجہانی جو ایک بہت بڑے تجربہ کار جرنیل تھے۔ اور جنگ یورپ کے دنوں میں فیلڈ مارشل بھی رہے۔ ان کی رائے بھی یہی تھی۔ کہ شراب فوجوں کے لئے سخت مضر چیز ہے *

ڈاکٹر ڈیورگ (DURIG) کے تجارب بھی اسی نتیجہ پر ہم کو لے گئے ہیں کہ شراب کے نشے میں کام کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔ مگر طاقت اور قوت کا استعمال زیادہ کرنا پڑتا ہے۔ گویا طاقت یونہی ضائع ہوجاتی ہے وہ کام جن میں انسان کو عقل و خرد کو کام میں لانا پڑے۔ شراب کے نشے میں کم صحیح طور پر سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ اس کے مقابل میں نہ پینے والا وہی کام زیادہ صحیح طور پر کرلیگا۔ مثلاً ٹائپ کرنے والوں کی مثال لے لو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کا اپنا تجربہ ہے کہ جب وہ شراب نہ پیئیں تو وہ زیادہ کام کر سکتے ہیں اور غلطیاں بھی کم کرتے ہیں۔

اسی طرح نشے کی حالت میں اگر کسی کو چند رقوم جمع کرنے کے لئے دی جائیں۔ یا بعض بے ربط اقتباسات پڑھنے کے لئے دیئے جائیں تو وہ معمول سے زیادہ غلطیاں میزان کرنے یا پڑھنے میں کریگا۔ مگر اس کے باوجود ایک عجیب بات یہ ہے کہ پینے والے کو اس امر کا ذرا احساس نہیں ہوتا کہ وہ کام کو ناقص طور پر کر رہا ہے۔ بلکہ وہ اسکے برعکس یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ میں کام نہایت غیر معمولی طور پر اچھی طرح کر رہا ہوں*

ڈاکٹر کریپلین (Kraepelin) نے ثابت کیا ہے کہ بیئر Beer (جَو کی شراب) کے ایک گلاس سے بھی عقلی قوت کم ہو جاتی ہے۔ حافظہ میں فتور پیدا ہو جاتا ہے اور دیگر ذہنی اعمال ڈھیلے اور سست ہو جاتے ہیں*

پھر اس کی تازہ تحقیقات سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ شراب کا اثر جسم پر بہت دیر تک رہتا ہے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جب تک نشہ رہے اس وقت تک ہی شراب کا اثر رہتا ہے مگر یہ غلط بات ہے۔ نئی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ معمولی نشے کے بعد بھی انسان کا ذہنی توازن ۱۲ سے ۲۴ گھنٹوں کے بعد جا کر پوری طرح قائم ہوتا ہے۔ چنانچہ شراب پینے کے ۲۴ گھنٹوں کے بعد بھی انسان کے خون میں الکحل پائی جاتی ہے*

ورزشی کھیلیں کھیلنے والوں کے لئے بھی یہ مضر چیز ہے۔ کونی میک CONNIE MACK نے ۱۹۱۰ء میں کہا تھا کہ شراب اعلیٰ کھلاڑی اور سپورٹس مین کی کھیل کو ناقص بنا دیتی ہے۔ اور یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ فلاڈلفیا کی ٹیم نے تمام دنیا کی ٹیموں کو جیتا تھا۔ مگر اس کی وجہ یہی تھی کہ اس کے ۲۵ کھلاڑیوں میں سے ۱۵ نے کبھی شراب کو چکھا بھی نہ تھا*

شراب کا اثر قلب اور درجۂ حرارت پر شراب سے ابتدا میں نبض کی حرکت تیز ہو جاتی ہے۔ مگر اس کی وجہ عضلات کی زیادہ حرکت ہے۔ نہ یہ کہ قلب پر اس کا کوئی مقوّی اثر ہے۔ بلکہ اسکے برخلاف زیادہ شراب نوشی سے کلوروفارم کی طرح قلب کو ضعف ہوتا ہے*

شرابی کا خون سے سُرخ اور پسینہ سے تر چہرہ ایک معروف بات ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شراب سے جلد کی شریانوں کا منہ کھل جاتا ہے اور اندرونی اعضاء کی شریانیں قدرے سکڑ جاتی ہیں۔ الکحل کے اس خاص اثر کا نتیجہ ہے کہ شرابی گرمی اور آرام محسوس کرتا ہے۔ چنانچہ اسی بات کی بنا پر عوام کا یہ خیال ہے کہ سردی۔ مرطوب ہوا۔ اور اچانک ہوا کے جھونکوں سے محفوظ رہنے کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قدرے شراب کا پینا مفید ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہاں بھی ہمارے حواس ہم کو دھوکا دے رہے ہوتے ہیں۔ کیونکہ شراب کے نشے میں ایسا ہو سکتا ہے کہ خون کا درجۂ حرارت نارمل سے ایک درجہ نیچے (۹۷.۴) ہو جائے۔ مگر جلد خون سے بھری ہوئی ہو اور گرمی کا احساس بھی ہو رہا ہو۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ نشے کی حالت میں جسم میں سے حرارت زیادہ منتشر ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ شراب سے دماغ کے اندر حرارت کے توازن کو قائم رکھنے والے مرکز کی حس کُند ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شرابی کا جسم سرد ہو رہا ہوتا ہے مگر اسکو گرمی کا جھوٹا احساس ہو رہا ہوتا ہے۔ پس یہ ہو سکتا ہے کہ شرابی (بشرطیکہ وہ حرکت نہ کر رہا ہو) کا جسم برف کی مانند سرد ہو کر اس پر موت آجائے مگر اس کا درجۂ حرارت (بیرونی) برف سے بہت زیادہ ہو +

شراب اور امراض خبیثہ

شراب اور امراض خبیثہ کا گہرا تعلق ہے۔ دنیا میں جس قدر بد معاشی ہوتی ہے اور اسکے نتیجہ میں جتنے لوگوں کو یہ گندی امراض لگتی ہیں۔ اگر شراب دنیا میں نہ ہو تو اس کا ہزارواں حصہ بھی ہم کو نظر نہ آئے۔ کسی نوجوان لڑکے یا لڑکی کی بد چلنی کی داستان کا مطالعہ کرو تو اس کی ابتدا آپکو اسی طرح نظر آئیگی کہ ایک دن شام کے وقت گھر نہ جاسکے۔ اور اس بات کا خوف ہوا کہ والدین ناراض ہونگے۔ راستے میں چند اور نوجوان مل گئے انہوں نے کہا آؤ آج رات ادھر ہی گذاریں۔ شراب کا دور شروع ہوا۔ اور تمام خاندانی۔ موروثی۔ تمدّنی اور سوشل شرم وحیا کافور ہو گئی +

جرمنی کے ایک مشہور فلاسفر پروفیسر فورل لکھتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی لڑکی (بشرطیکہ وہ مجنون نہ ہو۔ اور نہ ہی اس نے ورثہ میں کوئی غلط میلان لیا ہو) جس کی تربیت صحیح طور پر ہوئی ہو کسی غیر مرد کو اپنے حواس کی درستی کی حالت میں اتنا بے تکلّف ہونے دے کہ وہ اس کی برہنگی کو دیکھے مگر وہی لڑکی جب شراب کے نشے میں مخمور ہو تو پھر کسی خاندانی۔ یا مذہبی طاقت کی مجال نہیں کہ اس کو اس بد چلنی سے روک سکے۔ اور یہ ہو بھی کیونکر جبکہ شراب قوائے عقلیہ پر پردہ ڈالتی اور جذبات شہوت کو اُبھارتی ہے +

شراب کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس سے خواہش جماع بڑھ جاتی ہے۔ حالانکہ حقیقت اسکے بالکل برعکس ہے۔ انگلستان کے مشہور ناولسٹ شیکسپیر SHAKESPEARE کی تحریر موجود ہے کہ شراب خاص تعلّقات کی سرانجام دہی میں حارج ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شراب سے شہوت بھڑک ضرور اُٹھتی ہے۔ مگر اس کی وجہ یہ نہیں کہ خاص اعضاء کو کوئی خاص طاقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دقوّت مل جاتی ہے بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ شراب سے ذاتی کنٹرول مٹ جاتا ہے اور دماغ کے اعلیٰ اور شریفانہ جذبات کے مرکز گند ہو جاتے ہیں ؛

شراب نوشی اور قوّتِ مدافعت

ڈاکٹروں کا کئی صدیوں سے یہ تجربہ ہے کہ شراب پینے والوں میں نہ پینے والوں کی نسبت کئی امراض کی قوّت مدافعت بہت کم ہوتی ہے۔ نیز یہ لوگ ضعف پیدا کرنے والے اپریشن (جراحی) کا اثر بھی بُری طرح لیتے ہیں۔ چنانچہ ایک مرض جس میں عام طور پر مریض کے لئے چنداں خطرہ نہ ہو۔ وہی مرض شرابی کو اگر لاحق ہو تو اسکے عوارض اور نتائج زیادہ خطرناک ہو جاتے ہیں۔ انگلستان کے مشہور حکیم آسلر (OSLER) کا یہ مقولہ ہے۔ کہ "شرابی کیلئے نمونیا کے حملہ سے بچنے کا نہایت تھوڑا امکان ہے۔"

تجربہ کے لئے جب جانوروں کو الکحل دی جائے۔ اور اسکے بعد ان کے جسم میں امراض کے جراثیم داخل کیئے جائیں۔ تو ایسے جانور ان جراثیم کے اثر کو جلد قبول کر لیتے ہیں ؛

الکحل کے متعلق دیگر منشّی اشیاء کے برخلاف یہ عجیب بات ہے کہ اس کی عادت سے جسم میں زیادہ مقدار کی برداشت کی قوّت پیدا نہیں ہوتی یعنی مارفیا (افیون)، نکوٹین (تمباکو)، وغیرہ کی طرح جسم کے اندر ان زہروں کے اثر کو زائل کرنے والا تریاق پیدا نہیں ہوتا ؛

زندگی کا بیمہ کرنے والی کمپنیوں کی شہادت اس امر میں بالکل واضح ہے کہ شراب کا اعتدال کے ساتھ استعمال بھی عمر کو گھٹا دیتا ہے ؛

شراب اور حادثات

اتفاقی حادثات بھی اکثر دفعہ شراب کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ کئی موٹروں کے الٹ کر چور چور ہوتے اور کئی ریل گاڑیوں کی ٹکّر کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ ڈرائیور شراب کے نشے میں ان کو لاپرواہی سے چلا رہا ہوتا ہے۔ اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ صنعت و حرفت کے متعلّق حادثات بھی شراب پینے والوں کے ہاتھوں زیادہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اگر دوسرے دنوں مغرب میں ایسے حوادث دوؔ ہوں تو سوموار کے دن تینؔ ہوتے ہیں (واضح ہو کہ اتوار کے دن بوجہ رخصت کے لوگ شراب زیادہ پی لیتے ہیں اور دوسرے دن تک ان کے دماغ کا توازن چونکہ درست نہیں ہُوا ہوتا اس لئے ان کے ہاتھوں پیر کو زیادہ حادثات ہوتے ہیں) تین بیمہ کمپنیوں کی تحقیق ہے کہ ان بڑھے ہوئے حادثات کی وجہ بلاواسطہ یا بالواسطہ شراب نوشی ہی ہے ؛

شراب نوشی اور غربت

یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ اگر شراب نہ ہو۔ تو دنیا میں بہت کم غربت ہو۔ بہت تھوڑے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جرائم کا ارتکاب ہو۔ بہت کم مصائب اور مشکلات کا سامنا ہو۔ شراب نوشی نہ صرف متذکرہ بالا مصائب کا بڑا سبب ہے بلکہ یہ انکا ایک اہم جزو ہے۔ کئی گھرانوں کی تباہی اور کئی متموّل لوگوں کے دیوالیہ ہونے کا باعث محض شراب نوشی ہوتی ہے۔ بوسٹن (امریکہ) میں ۳۵۲ قابل اور مضبوط مرد جو اپنے بیوی بچوں کو پال نہ سکے۔ ان میں سے ۲۴۳ (۶۵ فیصدی) نفوس شرابی تھے امریکہ کے غریب گھروں میں جو لوگ آتے ہیں ان میں سے ۲۵ فیصدی کی غربت کا باعث شراب نوشی ہوتی ہے۔ سنہ ۱۹۱۷ء میں شکاگو کی کم سن بچوں کی حفاظت کرنے والی ایسوسی ایشن نے جن بچوں کو پالا ان میں سے تین چوتھائی ۳/۴ بچوں کی مصیبت کا باعث والدین یا گارڈین کی شراب نوشی تھا ٭

شراب نوشی اور جرائم

بڑے جرائم بھی اکثر دفعہ شراب کے نشے میں کیئے جاتے ہیں۔ مجرموں میں سے اکثر شراب کے عادی ہوتے ہیں۔ یہ تو مسلّمہ بات ہے کہ جرائم اور شراب کا گہرا تعلق ہے۔ مگر یہ بتانا فی الحال مشکل ہے کہ کتنے فیصدی جرائم کا باعث شراب ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کی بارہ ۱۲ ریاستوں میں سے ایک دفعہ ۱۳۴۰۲ مجرموں کے متعلق ایک کمیشن نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ ۱۷ فیصدی میں جرائم کا باعث محض شراب نوشی تھا۔ پھر ان میں سے جو جرائم لوگوں کے اموال کے متعلق تھے ان کی تعداد ۴۹ فیصدی تھی۔ ۵۱ فیصدی وہ جرائم تھے۔ جو انسان کی ذات کے متعلق تھے۔ اور ۴۷ فیصدی دیگر جرائم تھے ٭

شہر میں جب کوئی بلوہ یا فساد ہو جائے تو پولیس کا سب سے پہلا اور اہم کام یہ ہے کہ وہ شراب خانوں کو بند کر دے۔ جنگ یورپ کے ایام میں جب حالات نہایت نازک ہو گئے۔ تو سب سے پہلے شراب نوشی کو بند کیا گیا تھا۔ الغرض یہ حقیقت ہے کہ شراب کسی قوم کی ترقی میں خواہ جنگ کے ایام ہوں یا امن کے سخت روک ہے۔ اور افراد کے لئے بھی یہ ایک سخت مضر چیز ہے۔ آجکل دنیا میں زندہ رہنے کے لئے جد و جہد کرنی پڑتی ہے۔ اس میں شرابی کے لئے ترقی کرنے بلکہ زندہ رہنے کا بہت کم امکان ہے ٭

شراب اور ورثہ

آیا شراب نوشی کی عادت اولاد کو ورثہ میں ملتی ہے یا نہیں۔ اسکے متعلق صحیح فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ حیوانوں میں اسکے متعلق جو تجربہ ہوا ہے اسکے نتائج مختلف ہیں۔ مگر اتنا ضرور ثابت ہو گیا ہے کہ بچوں کی قوّت مدافعت کم ہو جاتی ہے۔ گو شراب کی عادت ورثہ میں نہیں ملتی۔ مگر بچوں کی ذہنی قوّت اور قوّت ارادی کے کمزور کر دینے میں اس کا ضرور دخل ہے۔ چنانچہ اس کمزوری کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اولاد میں شراب کی عادت پڑ جاتی ہے۔ کئی شرابی ذہنی طور پر ناقص بھی ہوتے ہیں۔ پس ان کا ذہنی نقص اولاد میں منتقل ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ شراب پینا بھی بعد میں شروع کر دیتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔

شراب کا استعمال امراض میں

کئی لوگ مرض کے بہانہ سے شراب کا استعمال شروع کر دیتے ہیں۔ جس سے آہستہ آہستہ عادت ہو جاتی۔ ایسے لوگوں کی واقفیت کے لئے مغرب کے محققین کی جدید آراء لکھ دی جاتی ہیں۔ تا ناظرین ان سے مستفید ہو سکیں:-

"شراب کا استعمال بعض دفعہ مرض ذیابیطس شکری کے لئے مفید ہے کیونکہ اس مرض میں چربی اور نشاستہ والی اغذیہ مضر ہوتی ہیں۔ اس لئے ان کی بجائے کسی حد تک الکحل دی جا سکتی ہے مگر دیگر امراض مثلاً بخار۔ ضعف و نقاہت پیدا کرنے والے امراض۔ نمونیا۔ انفلوانزا وغیرہ میں اسکو اب بطور مقوی اور محرک ہرگز نہیں دیا جاتا۔ ساچوسٹ (امریکہ) کے جنرل ہسپتال میں ۱۸۹۷ء سے ۱۹۰۶ء تک شراب کی مقدار جو مریضوں کو بطور دوائی دی جاتی تھی ۷۰ فیصدی گر گئی۔ اور اب اس سے بھی کم رہ گئی ہے۔ بطور فرسٹ ایڈ (حادثات میں امداد) غشی والے مریضوں۔ یا چوٹ وغیرہ سے بے ہوشی والوں کو شراب دینا سخت غلطی ہے۔" (حفظان صحت۔ مصنفہ پروفیسر روزنا۔)

یہ ہے مغرب کے بہت بڑے محقق کی رائے امراض میں شراب دینے کے متعلق۔ مگر ہمارے ہندوستانی بھائی جو ہر بات میں مغرب کے نئے سے نئے فیشن کی تقلید کرتے ہیں۔ اس امر میں ابھی تک پرانی تحقیق پر ہی عمل کر رہے ہیں۔ اور کئی ہیں جو ۱۹۱۸ء کے انفلوئنزا کے بعد ابھی تک بطور حفظ ماتقدم شراب کا استعمال کر رہے ہیں۔ ان کو بھی نئی تحقیق سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

الکحل کے فوائد

"شراب کا ایک اثر یہ ہے کہ اس سے تندرست ہونے۔ تکان کے دور ہو جانے۔ اور تفکرات سے نجات مل جانے کا جھوٹا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے کئی نوجوان خصوصاً وہ جو امراض کے شدید حملہ کے بعد ابھی کمزور ہوں۔ یا جو دنیا کے تفکرات کی تاب نہ لا سکتے ہوں اس کا استعمال کرتے ہیں۔ ایسی حالتوں میں شراب اس لئے دی جاتی ہے کہ الکحل سے جزوی طور پر احساسات کند ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح مریض کے دل میں تندرست ہونے کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں شراب کا استعمال اکثر دفعہ مفید ہوتا ہے۔ بعض دفعہ شراب کا یہ بھی فائدہ ہوتا ہے۔ کہ اس سے چونکہ اعلیٰ ذہنی قوتیں کند ہو جاتی ہیں اسلئے دیگر قوتوں کو بے جا طور پر ضائع ہونے سے یہ بچا لیتی ہے۔ مگر اس کے بیجا استعمال سے جو قوم کو نقصان ہو رہا ہے اس کے مقابلہ میں شراب کا یہ معمولی اور فرضی فائدہ بالکل ہیچ ہے۔ اور اس کا نقصان اسکے فوائد سے بہت زیادہ ہے۔" (پروفیسر روزنا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سبحان اللہ! آج مغرب کے محققین کی زبان سے بعینہٖ وہی الفاظ شراب کے متعلق نکلے جو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند علام الغیوب سے خبر پاکر آج سے ۱۳۵۰ سال قبل دنیا کو بتائے کہ اِثمھما اکبر من نفعھما کہ ان کا ضرر ان کے فوائد سے زیادہ ہے۔ اللّٰھم صل علیٰ محمدٍ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۞

جب میں نے انگریزی زبان میں پروفیسر مذکور کے یہ الفاظ پڑھے۔ تو بہت لطف آیا کیونکہ "احمدیت یا حقیقی اسلام" میں بھی چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے اس آیت کا بھی قریباً انہی الفاظ میں ترجمہ کیا ہوا تھا۔ الحمد للہ ۞

پروفیسر میکڈوگل کی رائے

پروفیسر میکڈوگل جو علم النفس کے ماہر ہیں۔ ان کا بھی یہ خیال ہے کہ شراب ہرگز مقوی چیز نہیں۔ بلکہ یہ ایک منشی چیز ہے۔ اس سے بظاہر جو جسم کو قوت معلوم ہوتی ہے وہ جھوٹا احساس ہوتا ہے اور اس کی تین وجوہات ہیں۔ اوّل شراب جلد میں دَورانِ خون تیز کردیتی ہے۔ دوسرے ہمارے حیوانی جذبات پر جو طبعی کنٹرول ہوتا ہے اس کو یہ کمزور کردیتی یا بالکل مٹا دیتی ہے۔ تیسرے یہ ایک نہایت جلد تحلیل ہونے والی غذا ہے گو بالکل بے فائدہ

برٹش لِقر کنٹرول بورڈ

جنگ کے ایام میں برٹش لقر کنٹرول بورڈ نے ایک چھوٹی سی کتاب شائع کی تھی۔ جس کا نام ہے "الکحل اور اسکے اثرات" بہت دلچسپ کتاب ہے جن کو میسر ہو وہ ضرور مطالعہ فرمائیں۔ اس میں وضاحت سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ شراب ہرگز مقوی چیز نہیں۔ اور یہ جو پینے والا بہت باتیں کرتا ہنستا اور عجیب حرکات کرتا ہے۔ یہ شراب کا اثر نہیں بلکہ محض ماحول کا اثر ہوتا ہے۔ اگر وہی شخص ایک کمرے میں بیٹھکر شراب پیئے تو ہرگز ایسے حرکات نہیں کرسکتا۔ بلکہ اسکے برخلاف اسکو سردرد شروع ہوجاتا اور نیند طاری ہوجاتی ہے ۞

خلاصہ

شراب نوشی کا سوال طبیب اور سوشل ریفارمر دونوں کے لئے ایک اہم مسئلہ ہے۔ شراب ایک منشی چیز ہے جس کی جلد عادت پڑ جاتی ہے اور پھر چھوڑنا مشکل ہوجاتا ہے یہ جسم کی قوتِ مدافعت کو کم کرتی ہے۔ عمر کو گھٹاتی ہے۔ قابلیت کو خراب کردیتی ہے۔ غربت کو بڑھاتی ہے۔ جراثیم کی کثرت کا باعث ہے۔ حادثات کی مؤید ہے۔ حیوانی جذبات کو ابھارتی اور سیلف کنٹرول کو گھٹاتی ہے۔ یہ بدچلنی کا منبع اور امراض خبیثہ کی ماں ہے۔ اس سے ملک کی اقتصادی حالت کو نقصان پہنچتا ہے۔ قوم کی دولت تباہ ہوجاتی ہے۔ اور سوشل ترقی میں رخنہ پیدا کرتی ہے۔ یہ ایک منشی چیز ہے نہ کہ مقوی اور محرک شئے۔ اس میں غذائیت بہت کم ہے۔ کام کاج کے لئے اس کا روزانہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

استعمال طبعی طور پر بالکل منع ہے۔ گو شراب کی زیادہ مقدار سے بیسیوں امراض پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ اعصاب کے لئے زہر ہے۔ مگر شراب کا زیادہ نقصان اس وجہ سے ہے کہ اس کی تھوڑی مقدار سے بھی قوّت موازنہ اور قوّت فیصلہ مکدّر ہو جاتی ہے۔ قوّت ارادی کمزور ہو جاتی ہے۔ اور خود کو قابو میں رکھنے والے جذبات کو کُند کر دیتی ہے۔ غرضیکہ شراب دماغ کے اعلیٰ اور شریفانہ جذبات کو باؤلا لایعنی (احمق) بنا دیتی ہے۔

عادت چھڑانے کا واحد طریق

آجکل شراب نوشی کی عادت چھڑانے کے لئے کئی ایک ادویہ کا اشتہار دیا جاتا ہے مگر حق یہ ہے کہ ان سب ادویہ میں بجائے شراب کو چھڑانے والی ادویہ کے خود شراب کی ملاوٹ ہوتی ہے*۔ پس یہ سب ادویہ عادت چھڑانے کے لئے نہ صرف ناکافی بلکہ بالکل مضر ہیں۔

ہمیں تو ایک ہی طریق اس عادت کے چھڑانے کا نظر آتا ہے۔ اور وہ یہ کہ بس عہد کر لو۔ کہ آج سے چھونا تک بھی نہیں۔ یعنی مضبوط ارادہ اور ہمّت۔ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے بہت زبردست مخفی طاقتیں رکھی ہیں۔ صرف مضبوط ارادہ کے ساتھ ان کو باہر لانے کی ضرورت ہے۔ پس کوئی عادت نہیں جس کو انسان مضبوط ارادہ سے چھوڑ نہ سکے۔

نبی کریم صلعم کی قوّت قدسیہ

ہمارے سامنے عرب کی مثال موجود ہے۔ عرب میں بہت زیادہ شراب پی جاتی تھی۔ ان لوگوں کی گھٹی میں شراب تھی۔ پانچ وقت باقاعدہ اسی کا دور چلتا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قوّت قدسیہ ملاحظہ ہو۔ کہ ایک منٹ کے اندر تمام عرب کو امّ الخبائث سے پاک کر دیا۔ اور مدینہ کی گلیوں کے اندر شراب کے دریا بہنے شروع ہو گئے۔ مٹکے توڑ دیئے گئے۔ اور خم خانے ہمیشہ کے لئے مقفّل ہو گئے۔ مگر اس میں حکمت عملی کی بھی ضرورت ہے۔ تا پینے والے کو اس عادت کے چھوڑنے میں آسانی ہو۔ اس کے متعلق دو اصول ہیں جن کی بناء علم النفس پر ہے ان کو مدّ نظر رکھنا ضروری ہے:۔

علم النفس کے دو اصول

اوّل شراب نوشی کا ماحول اور صحبت کے ساتھ بہت تعلق ہے۔ پس شرابی کے ماحول کو بدل دو۔ اور اس کی مجلس کو بہتر بنا دو۔ قرآن کریم میں اسکی طرف اشارہ ہے۔ فرمایا کونوا مع الصادقین کہ نیکوں کی مجلس میں شامل ہو جاؤ۔ بدعادات خود ہی چھٹ

---

* نوٹ۔ شراب نوشی کی عادت چھڑانے میں سٹرکنین (کچلہ کا ست) کا استعمال مفید ثابت ہوا ہے۔ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جائیگی ؎

دوسرے۔ جس وقت کسی کو پینے کی عادت ہو۔ اسی وقت دوسرے دن اس کی طبیعت بے چین ہوگی اور پینے کو جی چاہیگا۔ پس اس وقت اسکی توجہ کو اور طرف لگا دو۔ رسول اللہ صلعم نے بھی وہی وقت نماز کے مقرر کردیئے۔ اور اس طرح شراب کے اوقات مسجد میں گذرنے لگے۔ اور عادت بھول گئی۔ اِنَّ الحسنات یذھبن السیّئات۔ بدی کو بھگانے کا طریق یہ ہے کہ نیکی اسکی جگہ رکھ دو۔ اگر اسوقت کے لئے کوئی اور شغل نہ دیا جائے تو عادت پھر عود کر آتی ہے۔ انسانی ذہن کی یہ کیفیت ہے کہ وہ کوئی نہ کوئی کام چاہتا ہے۔ فارغ نہیں رہ سکتا۔ دنیا میں کوئی شخص بے کار نہیں ہوتا۔ کاہل سے کاہل شخص بھی کوئی نہ کوئی کام کررہا ہوتا ہے۔ پس ضروری ہے کہ شرابی کو دوسرے مفید کام پر لگا دیا جائے ؎

امریکہ نے قانون کے زور سے اس ناپاک شئے کو بند کرنا چاہا۔ مگر وہ سخت ناکام ہوا۔ اور اسی قانون کا اب نتیجہ ہے۔ کہ لوگ لفظاً تو قانون پر چل رہے ہیں۔ مگر اس کی رُوح کو کچل دیا ہے۔ پہلے تو چند مخصوص جگہوں میں بنتی تھی۔ مگر اب گھر گھر شراب بن رہی ہے۔ پس قانون کے ذریعے اس عادت کا روکنا غلطی ہے ؎

اس کا طریق یہی ہے۔ کہ لوگوں میں پراپیگنڈا ہو۔ ان کو اس عادت کے مضر نتائج سے آگاہ کرو۔ اور ان کے شریفانہ جذبات کو اپیل کرو۔ ان سے ہمدردی کرو۔ چھوڑنے کے طریق بتاؤ۔ اور صحبتِ صالحین کی تلقین کرو ؎

گاندھی جی نے اب ایک نیا شغل اختیار کیا ہے۔ اور وہ شراب نوشی کے خلاف احتجاج ہے۔ مگر انہوں نے اس کا طریق جو اختیار کیا ہے وہ نہایت ہی مضحکہ خیز ہے کہ جہاں جہاں کھجور اور تاڑ کا درخت پاؤ آگ لگا دو۔ اس طرح یہ عادت بھلا کب چھوٹے گی۔ خواہ نخواہ ان درختوں کے فوائد سے محروم ہونا پڑیگا۔ اور کچھ نتیجہ نہیں نکلیگا ؎

اللہ تعالیٰ ہمارے ہموطن بھائیوں کو اس زمانہ کے حقیقی رہنما کے پہچاننے کی توفیق دے اور ہمارے ملک کو اس مضر عادت کے چھوڑنے کی توفیق دے تا قوم کی جسمانی۔ ذہنی۔ اخلاقی۔ روحانی۔ تمدّنی اور اقتصادی حالت بہتر ہوسکے۔ اور ملک کامیابی کے راستہ پر چل پڑے۔ آمین ؎

نوٹ۔ اس مضمون کے علمی اور تحقیقی حصّے کی تیاری میں میں نے پروفیسر روز نا کی حفظان صحت پر نہایت مستند امریکن کتاب سے پورے طور پر استفادہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پروفیسر مذکور کو جزائے خیر دے اور انکو جہاں دنیاوی نور سے حصّہ وافر دیا ہے۔ وہاں دینی بصیرت بھی عطا فرمائے۔ خاکسار (راقم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام اور مغربی عورت

مَیں نے اپنی تقریر کا موضوع مسلمان عورت اور یوروپین عورت رکھا تھا مگر ناظمانِ پروگرام نے اسے **اسلام اور مغربی عورت** کے عنوان سے بدل دیا۔ مَیں اس قسم کی تبدیلیوں کا مؤیّد نہیں ہوتا۔ یا تو مقرر سے پوچھنا نہیں چاہیئے خود اسے ایک موضوع بتا دیا جائے کہ اس پر تقریر کریں اور یا جو عنوان وہ خود تجویز کرے اس پر اسے بولنے دیا جائے۔ بہرحال اب مَیں مشتہرہ موضوع پر تقریر کرتا ہوں ۔

اسلام اور مغربی عورت

اس عنوان کے کئی معنی ہو سکتے ہیں اوّل یہ کہ اسلام کو مغربی عورت کس نظر سے دیکھتی ہے۔ دوم اسلام مغربی عورت پر کیا تاثیرات ڈال سکتا ہے یا یہ کہ مغربی عورت کس حد تک اسلام کو قبول کرنے کی اہلیّت رکھتی ہے یا تعلیم اسلام کس حد تک مغربی عورت کے لئے قابل قبول ہے۔ مَیں اس موضوع کی آخری تین صورتوں پر بحث کرونگا۔ اور اس مفہوم کو چھوڑ دونگا کہ مغربی عورت اسلام کو کس نظر سے دیکھتی ہے ۔

اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ مَیں آپکے سامنے یوروپین عورتوں کے طریق بود و ماند اور طرز تمدّن و معاشرت کا ایک مختصر خاکہ پیش کروں جسے مدِّنظر رکھتے ہوئے باقی امور کے سمجھنے میں آسانی ہوگی مگر یوروپین عورتوں کے طرز عمل اور طریق معاشرت کا بیان ایک نازک مضمون ہے اور مَیں اپنی مشکلات کو اس مجمع کی حیثیت کے لحاظ سے خوب محسوس کرتا ہوں تاہم مَیں مضمون کی نزاکتوں سے بچتا ہوا ضروری امور بیان کرنے کی کوشش کرونگا ۔

دختران اسلام! یہ ظاہر بات ہے کہ جو امور نظام عالم اور سوسائٹی کے امن کے قائم رکھنے کے لئے ضروری ہیں وہ ہر ملک اور ہر قوم میں قریب قریب ایک ہی ہیں مثلاً چوری کرنا۔ جھوٹ بولنا وغیرہ ہر قوم اور ہر ملک میں ایک اخلاقی جرم ہے لیکن وہ امور جنکا تعلق سوسائٹی کے ساتھ باہمی تعلقات کو مضبوط کرنے کیلئے ہوتا ہے وہ ہر جگہ گو اصولاً ایک ہی قسم کے ہوں مگر عملی رنگ میں ان میں کچھ نہ کچھ فرق ہوتا ہے۔ اسکے وجوہات اور اسباب خواہ کچھ بھی ہوں مثلاً بیاہ شادی کے مراسم باہم ربط و ضبط کا دستور العمل۔ ان چیزوں میں بعض اوقات ایسا فرق آپڑتا ہے کہ جو چیز ایک ملک میں خلاف تہذیب ہے وہی دوسرے ملک میں عین تہذیب اور شائستگی ہے۔ جب اس قسم کے قوانین پر مشرق اور مغرب کی تہذیب کا موازنہ کیا جاتا ہے تو بڑی دقتیں پیش آتی ہیں اور پھر جب مذہب کی راہ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہی باتیں آجائیں تو مشکلات اور بھی بڑھ جاتی ہیں*

ہر وہ قوم جو حکومت میں ترقی کرتی ہے اپنے تمدّن کو تہذیب اور شائستگی کا اعلیٰ معیار قرار دے لیتی ہے اور اس کی طبعی خواہش یہ ہوتی ہے کہ دوسری قومیں اسے ہی اختیار کریں اور جبتک اس تمدّن کو اپنا دستور العمل نہ بنالیں وہ نیم وحشی سمجھی جاتی ہیں یہی حال اسوقت یوُرپ کا ہے۔ یورپ دوسروں پر حکومت کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ جس تہذیب اور تمدّن کی بُنیاد اس نے رکھی ہے یا جس پر وہ خود عامل ہے وہی طرز زندگی دنیا بھر میں عموماً اور کم از کم ان ممالک میں جو اسکے زیر حکومت ہیں جاری ہو۔ اور لوگوں میں بھی عام طور پر اس کی کشش پائی جاتی ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ

الناس علیٰ دین ملوکھم

غلامی اور محکومی کی زندگی کا ہر دستور اور ہر عمل ادنیٰ نظر آنے لگتا ہے اور حکمران قوم کا ہر فعل تہذیب کا بہترین نمونہ۔ یہی وجہ ہے کہ انگریزی طرز معاشرت عام طور پر ہندوستانی گھروں میں رواج پا رہا ہے جہاں انگریزی تعلیم۔ تموّل اور دوسرے اسباب فارغ البالی کے میسّر ہیں بلکہ مَیں کہہ سکتا ہوں کہ اب تو انگریزی طرز معاشرت تعلیم اور تموّل کا بھی محتاج نہیں عام گھروں تک میں یہ روح پیدا ہو رہی ہے۔ مَیں اس لہر کو اس رواج کو ملک اور قوم کے لئے نہایت خطرناک یقین کرتا ہوں۔ مجھے تعجب ہے کہ طرز معاشرت کا اثر تو اتنا گہرا ہوا کرتا ہے کہ انسان دوسری قوموں کی زندگی کو جانوروں سے بھی بدتر سمجھتا ہے اگر وہ اس طرز معاشرت کے اصول پر نہ ہوں اور معاشرت کے لئے اتنا تعصّب ہوتا ہے کہ بعض اوقات مذہبی حمیت سے بھی اسے زیادہ درجہ دیدیا جاتا ہے مگر آج یہ حالت نہیں آج مذہب کا حکم اگر کمزور ہو جائے تو ہو جائے لیکن انگریزی تمدّن اور تہذیب کے سامنے سجدہ کر دیا جائے تو مذہب تہذیب کے روسے نجات ہو جائے گی۔ مَیں اس کی خرابیوں کو آگے چل کر بیان کرونگا سرِدست مجھے یہ کہنا ہے کہ میرے مضمون کو سمجھنے کے لئے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ

یوروپین عورت کا طرز زندگی کیا ہے؟

یوروپین عورتیں تو پیدائش ہی سے ایسے کمرہ اور فضا میں رہتی ہیں کہ جو باتیں ہمارے ہاں بداخلاقی اور حیا و شرم کے خلاف کہی جاتی ہیں اور فی الحقیقت ہیں وہ ان کے لئے آداب اخلاق و تہذیب میں داخل ہیں۔ انکی اُٹھان اور ابتدائی تعلیم و تربیت خود ماں کے ذریعہ ایسے رنگ میں ہوتی ہے کہ کوئی ماں یا باپ اس ملک میں اسے پسند نہیں کر سکتا۔ چونکہ وہاں لڑکیوں کو اپنے شوہر خود تلاش کرنے ہوتے ہیں اسلئے ماں بچپن ہی سے اسے ان باتوں کی تعلیم دینا بھی تربیت اولاد کا لازمی جزو یقین کرتی ہے جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسے اپنی خوبصورتی کی نمائش اور رفیق زندگی کے انتخاب میں مدد دیں *

خدا تعالیٰ نے مجھے ایک نکتہ رس دل و دماغ دیا ہے اور میری آنکھ جن چیزوں کو دیکھتی ہے وہ دُور تک ان کے تاثرات اور نتائج کو دیکھتی ہے یہ امر "مشاہدات عرفانی" کے پڑھنے والوں پر اچھی طرح روشن ہے میں نے قیام لنڈن میں اس امر پر خوب غور کیا ہے کہ

ایک لڑکی کی زندگی ابتدا سے لیکر انتہا تک کس وضع اور کس حالت اور کن اصول پر گذرتی ہے

میں نے عورتوں کے مختلف طبقوں میں جاکر اس کا مطالعہ کیا ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جن باتوں کا ذکر کرنا تمہارے مذاق کے موافق نہ صرف ناجائز بلکہ قابلِ شرم ہے ان کے ہاں وہ نسوانی زندگی کے لئے ضروری و لازمی تصوّر کیئے جاتے ہیں *

میں واقعات اور مثالوں کے ذریعہ سے نسوانی تربیت کی حقیقت بیان کرتا اگر میں اسے جائز سمجھتا۔ میں نے دو تین برس کی لڑکیوں سے لیکر ہر عمر کی لڑکیوں اور مستورات کو دیکھا ہے اور اس تربیت نسوانی کا مطالعہ کیا ہے *

وہاں کی سوسائٹی میں عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ مردوں سے ملیں تو بغیر کسی قسم کی جھجک اور شرم کے بیباکی سے ہر قسم کے خیال کو جو انکے مذاق میں فحش نہ ہو بے تکلّف اور جرأت کے ساتھ ادا کر جائیں جو لڑکا یا لڑکی اس قسم کی قابلیّت نہ رکھتا ہو اسے سوسائٹی میں شریک ہونے کے قابل ہی نہیں سمجھا جاتا *

غرض

ان کی تربیت اور تعلیم اور ازاں بعد کاروباری زندگی کی ایک ایسی شان اور افتاد ہے کہ وہ مردوں سے بے تکلّف ملتی ہیں اور ایک آزادانہ زندگی بسر کرتی ہیں۔ اور اس آزادی میں خودداری اور خود حفاظتی کو ہاتھ سے نہیں دیتی ہیں *

جب حضرت خلیفۃ المسیحؑ لنڈن تشریف لے گئے تو ایک دن شام کے وقت ایک لڑکی وہاں آئی اور حقیقت اسلام کے متعلق استفسارات کرتی رہی اس نے یہ بھی ظاہر کیا کہ مجھے مسلمان کر لیا جائے لیکن یہ مناسب نہ سمجھا گیا کہ جب تک وہ پوری تحقیقات کرکے اچھی طرح سمجھ نہ لے اسے مسلمان کیا جائے بہرحال اسے بہت دیر ہوگئی۔ اور اسے جب رخصت کیا گیا تو ہم میں سے ہر ایک کو مشرقی حالات کے ماتحت اندیشہ ہوا کہ یہ نوجوان لڑکی اسوقت تنہا کیونکر جائے گی اسلئے نہایت اخلاص اور اخلاق سے کہا گیا کہ آپکے ساتھ ہم ایک آدمی بھیجدیتے ہیں جو منزل مقصود پر آپ کو پہنچا آئے۔ اسے بہت تعجب ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ بُرا معلوم ہُوا۔ اس نے کہا کہ

کیا مَیں اپنی حفاظت خود نہیں کر سکتی؟

تو اس طرح پر وہاں کی عورتوں میں آزادی بےحد ہے اور حالات اور ضروریات نے یہ صورت پیدا کر دی ہے مَیں تمہیں ان کی تعلیم و تربیت کے طریقوں سے بھی واقف کرتا اور یورپ کی عورت کی زندگی کے مختلف حصّوں پر بحث کرتا اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ مَیں اصل مضمون سے دُور چلا جاؤنگا یا وقت کافی ہوتا۔ یہ ایک مستقل مضمون ہے اگر کبھی خدا تعالیٰ نے توفیق دی اور لجنہ نے ایسے جلسہ کا انتظام کیا تو میں

انگلستان کی عورتوں

پر ایک خاص لیکچر دونگا یا اپنے مشاہدات کی دوسری جلد میں اسے شائع کرونگا *

کیا مغربی عورت اسلام قبول کر سکتی ہے؟

اب سوال ہوتا ہے کہ جب کہ یوروپین عورتوں کی تعلیم و تربیت ایسے اصولوں پر ہوتی ہے جو انہیں بالکل آزاد کر دیتے ہیں اور وہ نہایت بیباکی اور آزادی سے غیر مردوں کے ساتھ خلا ملا رکھتی ہیں انمیں پردہ کا رواج نہیں اور ان کی زندگی کا طرز عمل ایسا واقع ہُوا ہے جو اسلامی معاشرت سے دُور ہے تو پھر ان سے کیونکر توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ **اسلام قبول کر لیں؟**

یہ سوال صرف عورتوں سے ہی متعلق نہیں ہو سکتا بلکہ یورپ کے مردوں کی بھی یہی حالت ہے کہ وہ اپنی طرز زندگی میں آزاد ہیں۔ قمار بازی۔ شراب خوری اور دوسری بدیاں ان میں سرایت کر چکی ہیں۔ اگر ان سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ وہ اسلام قبول کر لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ عورتوں کے متعلق کہا جائے کہ

وہ قبول اسلام کی اہلیت نہیں رکھتی ہیں

مَیں جب لنڈن میں تھا تو بعض ہندوستانی مسلمانوں نے جو پہلی مرتبہ لنڈن گئے تھے وہاں کی زندگی کو دیکھ کر مجھے کہا کہ :-

اِس ملک میں اسلام نہیں پھیل سکتا

یہ لوگ اسلام قبول ہی نہیں کر سکتے

مَیں نے انہیں جواب دیا کہ یہ غلط ہے اسلام ایک زبردست قوّت ہے وہ ایسے ملکوں کے لئے نہایت موزون ہے۔ جب شروع میں دعوت اسلام کا کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب میں شروع کیا تھا کیا حالت تھی کونسی بدی اور کمزوری تھی جو اُن لوگوں میں نہیں پائی جاتی تھی۔ قمار بازی شراب خوری اور دوسری بداخلاقیاں ان سے کہیں زیادہ تھیں مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّت قدسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے زیر اثر وہ لوگ آئے تو **باخدا انسان ہو گئے**

میں کہتا ہوں عورتوں کی حالت بھی اسوقت کوئی اچھی نہ تھی۔ عورتیں ہر قسم کی بدیوں کا شکار ہو رہی تھیں اور وہ تمام گندوں میں مبتلا تھیں۔ عرب جاہلیت کی حالت، یوروپین ممالک سے کم نہ تھی فرق اگر کچھ ہے تو وہ مفلسی اور تموّل کا ہے۔ عرب بادیہ نشین تھے اور یوروپین ممالک کے لوگ تخت نشین ہیں پس جب اسلام نے ان عورتوں کی حالت بدل دی تو یوروپین ممالک کی عورتوں کی حالت میں تبدیلی نہایت ہی آسان کام ہے ہاں اس کے لئے ضرورت ہے

مستقل کوشش اور تبلیغ کی

میرا اپنا یہ تجربہ کی بنا پر یقین ہے کہ اگر ہم یوروپین ذہنیت کو مدنظر رکھ کر اسلام کی خوبیاں اور اعمال اسلام کی حقیقت انکے سامنے بیان کریں اور وہ اسلام کو سمجھ لیں تو وہ ایسے لوگ ہیں کہ

تہجد اور اشراق کی نمازیں بھی قضا نہ کریں

اور یورپ کی عورت جو اسقدر آزاد اور بے باک ہے اگر اسلام کی حقیقت اسکے ذہن نشین ہو جائے تو وہ اپنے اندر خارق عادت تبدیلی کرنے کو تیار ہے۔ میں تمہارے سامنے ایک مثال پیش کرتا ہوں جو آج تمہارے درمیان موجود ہے میری مراد **ہدایت صادق** سے ہے یہ **یوروپین لیڈی** ہے اسکی پرورش اور تعلیم و تربیت یوروپین اصولوں پر ہوئی قادیان آنے سے پیشتر وہ اسی رسم و رواج اور طریق معاشرت کو پسند کرتی تھی۔ لیکن اس نے اسلام کو ایک صداقت سمجھ کر قبول کیا اور اسکے لئے اپنے وطن عزیز اپنی سوسائٹی اپنے عزیزوں اور سہیلیوں کو چھوڑا اور شہری بھی یورپ کی شہری زندگی کو چھوڑ کر

قادیان کی دیہاتی زندگی کو اختیار کیا

آپ میں سے اکثر بہنوں کو معلوم ہے کہ انہوں نے اپنے مغربی تمدن کو چھوڑ ہندوستانی یا زیادہ وضاحت سے

اسلامی تمدّن کو قبول کیا ہے

مغرب کے مذہب کو ترک کرتے ہی انہوں نے مغربی تمدّن کو چھوڑ دیا اور اسلام کے ساتھ ہی اسلامی تمدّن اختیار کر لیا۔ اس سے آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مغربی عورت میں یہ قابلیت موجود ہے کہ وہ جب کسی صداقت کو قبول کرتی ہے تو اسکے لئے کوئی روک سدِّ راہ نہیں ہوتی ❊

مگر مجھے تعجب ہے اور میں افسوس سے اسے دیکھتا ہوں تم مجھے اولڈ فیشن خیالات کا انسان کہو یا میری باتوں کو برا مناؤ۔ میں اس بات کے کہنے سے نہیں رک سکتا جو کسی پہلو سے سلسلہ کے لئے مضر ہو۔ میں نے طبقہ اناث کی خدمت اور ان کی جائز ترقی اور حفاظت حقوق کے لئے ہمیشہ کوشش کی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدرسۃ البنات سب سے پہلے میں نے جاری کیا مستورات کے پڑھنے کے لئے سب سے پہلے لٹریچر میں نے شائع کیا۔ مستورات کے لئے سب سے پہلا اخبار میں نے جاری کیا۔ ان حالات میں آپکو سمجھ لینا چاہئیے کہ

میں اگر کوئی بات تمھارے مذاق یا خیال کے خلاف کہتا ہوں

تو وہ نہایت اخلاص نہایت دردِ دل سے کہتا ہوں

میں نے مغربی فیشن کی ہمیشہ مذمت کی ہے اور کرتا رہونگا اس لئے نہیں کہ میں اسکے خلاف شریعت کے قصوص کی بنا پر ہوں یہ میرا کام نہیں مگر میں اسے اسلامی تمدن کی خطرناک ہتک یقین کرتا ہوں اس کے دوسرے الفاظ میں یہ معنی ہیں کہ **اسلام نے ہمیں کوئی تمدن نہیں دیا**۔ اسلامی تہذیب اور شائستگی کا یہ خاصہ تھا کہ وہ تمام ممالک پر اپنا زبردست اثر قائم کرکے رہی ؏

میں نے اپنے پہلے لیکچروں میں یہ بتایا تھا کہ اسلام کے ظہور کے وقت مشرق میں ایرانی اور مغرب میں رومی سلطنت بہت بڑی زبردست سلطنتیں تھیں۔ لیکن اسلام کے غلبہ کے ساتھ اسلامی تہذیب وتمدن ایرانی تہذیب وتمدن کو نگل گئی۔ اور رومی حکومت بھی اس اثر کو قبول کیئے بغیر نہ رہی۔ اسلامی تمدن کی یہ تاریخ نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز ہے کہ کس طرح اس نے بے پردہ قوموں میں پردہ کی روح پیدا کردی اور شراب خور غارت گر قوموں کو پرہیزگار بنا دیا۔ اسی طرح طہارت ونجاست کا مسئلہ ہے۔ دنیا کے جن جن حصوں پر اسلام کا اثر پڑا ہے ان میں طہارت کا وہی مفہوم اور وہی طریقہ ہے جو مسلمانوں میں مروّج ہے میں نے اپنی سیاحت میں ایک گہرا مطالعہ ان امور کا کیا ہے۔ پس

یاد رکھو کہ جس طرح اسلام کل دنیا کیلئے ہے اسی طرح اسکی تہذیب اور تمدن عالمگیر ہے

مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم میں سے بعض میں رفتہ رفتہ مغربی تمدن کو اختیار کرنے کا شوق پایا جاتا ہے میں ان لجنہ کی ممبروں سے ادب اور اخلاص سے کہتا ہوں کہ وہ

اس شوق کو روکیں

زینت اور سنگار کو خدا تعالیٰ نے حرام نہیں کیا اور کسی کا حق نہیں کہ وہ خدا کی حلال کردہ چیز کو حرام کہے۔ لیکن زینت اور سنگار کا یورپی طریق اچھی طرف نہیں لے جائیگا۔ یہ یورپ کی ایک **خوبصورت بلا** ہے اس سے اپنے آپ اور اپنی اولادوں کو بچاؤ۔ یورپ میں اسلام کی اشاعت کا کام خدا نے ہمارے سپرد کیا ہے اور اگر ہم یورپ کی تمدنی لہر میں خود بہنے لگیں گے تو پھر اشاعت اسلام کا جو نتیجہ ہوگا وہ ظاہر ہے ✦

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تم یورپ کی عورتوں کی ہر اس بہتر چیز کو لے لو جو ان میں پائی جاتی ہو۔ اس لئے کہ وہ تمہارا حق ہے تمہاری ہی خوبی ہے اسلام نے یہی تعلیم دی ہے کہ **حکمت مومن کی گم شدہ متاع ہے** لیکن جس بلا سے آج یورپ بھی چیخ اُٹھا ہے اسے تم اختیار کرنے سے بچو +

یورپ کے ایک بہت بڑے اخلاقی فلاسفر ٹالسٹائی نے یورپ کی تہذیب و تمدن کی دھجیاں اُڑائی ہیں۔ ۲۱ دسمبر کے انقلاب میں اس کا اقتباس شائع ہوا ہے وہ یورپ کی اس فیشن آفرینی اور عورتوں کی بے جا آزادی کو ایک رنڈی سے تشبیہ دیتا ہے۔ مسولینی جو یورپ اٹلی کا بے نظیر مدبر ہے عورتوں کی اصلاح کے لئے زبردست کوشش کر رہا ہے۔ اس نے عورتوں کے چھوٹے اور نیم برہنہ لباس بند کر دیئے ہیں۔ عورتوں کے مدارس کا نصاب تعلیم بدل دیا ہے تھیٹروں میں انکی کثرت کو روک دیا ہے۔ غرض خود یورپ چلا اُٹھا ہے۔ عورتوں میں بال کٹوانے کا جو فیشن یورپ میں پیدا ہوا خود یورپ اب اسے چھوڑ رہا ہے اور عورتوں نے اسکے نقائص محسوس کر کے بال رکھنے شروع کر دیئے ہیں

مگر اس غلام ہندوستان کی عجیب حالت ہے کہ یہ

یورپ کی قے چاٹتا ہے

اور اب ہندوستان میں بال کٹوانے کا شوق عورتوں میں شروع ہوا ہے یاد رکھو کہ یہ اس جگہ ختم نہ ہوگا اگر اسے اختیار کیا گیا تو اسکے پیچھے اور بہت سی بلائیں اور آفتیں آئیں گی +

میری اس بات کو یاد رکھو۔ اگر اس خوبصورت بلا کو تم نے اختیار کیا تو سخت نقصان اُٹھاؤ گی +

تم خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی کی جماعت ہو۔ تم میں حضرت **ام المومنین رضی** کا مبارک وجود موجود ہے خدا تعالیٰ اسے بہت دیر تک ہمارے سر پر سلامت رکھے تم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیات رضی موجود ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابہ رضی کی بیویاں موجود ہیں پس تم اپنے فرض

اشاعت اِسلام کو مقدم کرو۔

یورپ کی عورت پر اپنا اثر ڈالو اسکے اثر کو قبول نہ کرو۔ **اِسلام کی فتح اسی میں ہے**۔ تمہیں یاد ہوگا کہ غالباً تین سال ہوئے میں نے کہا تھا کہ

یورپ میں اشاعت اسلام کے کام کو تم اپنے ذمہ لے لو

اسکے لئے تمہاری تھوڑی سی مالی قربانی حیرت انگیز اثر پیدا کر سکتی ہے اور یہ قربانی تم اپنی روزمرہ کی غیر ضروری چیزوں پر آنا پائی روپیہ خرچ نہ کر کے کر سکتی ہو۔ یہ میرا کام نہیں کہ میں آپکے سامنے کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عملی پروگرام پیش کردں۔ لجنہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

سے ہدایات حاصل کرے۔ میں تو صرف اسقدر توجہ دلاتا ہوں ضرورت ہے کہ مغرب کی عورتوں پر احمدی خواتین **اتمام حجت** کی راہ نکالیں۔ اور خود ان کے اثر سے متاثر نہ ہوں۔ جسقدر سادہ زندگی تم میں پیدا ہوگی اُسی قدر سادگی تمھارے بچوں میں بڑھیگی اور اس طرح پر اس سادہ طرز زندگی سے جو مالی بچت ہوگی اسے تم **خدمت اسلام** کے لئے خرچ کرسکوگی ؞

میں نے پچھلے سال بھی کہا تھا اور پھر بھی جب مجھے کہنے کا موقعہ ملیگا میں کہونگا کہ

احمدیت کے شاندار مستقبل میں عورتوں کا بہت بڑا حصہ ہے،

اگر عورتیں احمدیت کی اشاعت اور اس کی عالمگیر فتح کے لئے اپنی مدد کا ہاتھ لمبا کریں گی تو یہ فتح بہت قریب ہوجائے گی وہ اپنے بچوں کی تربیت میں، احمدیت کا جوش اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانیوں کی روح ان میں پیدا کرسکتی ہیں۔ وہ اپنے شوہروں کو اپنی ضروریات روزمرہ میں جائز اور مناسب تخفیف کرکے سلسلہ کی مالی خدمت کے لئے جوش دلا سکتی ہیں۔

میں نے کل ہی مسٹر گاندھی کی وہ تقریر پڑھی ہے جو انہوں نے لاہور میں کی ہے کہ **جب تک ہندوستان آزاد نہ ہو کوئی عورت زیور نہ پہنے**۔ کیا تم یہ عہد کرسکتی ہو کہ جب تک تم اپنے سلسلہ کی اشاعت کے مشن دنیا بھر میں قائم نہ کرلو زیور کو ترک کردو۔ گاندھی نے بھی عورتوں کو فیشن کی غلامی سے منع کیا

(اخبار ملاپ)

غرض کل کو بننے والی قوم کی تربیت ماں کے ہاتھ میں ہے۔ دنیا کے تمام بڑے بڑے آدمی ماؤں کی بہترین تربیت کے نتیجہ میں بڑے آدمی بنے۔ انبیاء علیہم السلام کی ذات اس کلیہ سے مستثنیٰ ہوتی ہے۔ ان کی تربیت و ترقی میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ نمایاں نظر آتا ہے۔ پس تم ایسے بچے پیدا کرو

جو خدمتِ دین کے لئے اپنے اندر فدایانہ دل رکھتے ہوں
اور ہر قسم کی قربانی انکے لئے ایک کھیل ہو

تم اپنے عمل سے اپنے شوہروں کے قلوب میں سلسلے کے لئے مالی یا دوسری قربانیوں کے لئے آسانیاں پیدا کرو۔ اور دکھا دو کہ

اسلام کے لئے تم خود ہر قربانی کیلئے تیار ہو

اگر تم نے یہ عہد کرلیا اور ایک ہزار خواتین کی جماعت بھی یہ عزم کرکے کھڑی ہوگئی تو یقیناً ایک سال کے اندر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حیرت انگیز انقلاب پیدا کر کے دکھا دو گی

ہندو اور سکھ عورتوں میں تعلیم کے ساتھ آزادی کی جو لہر پیدا ہوئی ہے اس سے قطع نظر وہ اپنے ملک کے لئے کام کرنے میں مردانہ وار آگے بڑھی ہیں اور ان کی راہ میں ہر قدم پر خطرات ہیں باوجود ان خطرات کے ان کے حوصلے پست نہیں تمہاری راہ میں اس قسم کے خطرات نہیں **اشاعت مذہب** کے لئے تم گھر میں بیٹھی ہوئی بھی

ہر ثواب کی حصّہ دار ہو سکتی ہو

مَیں تمہیں ملکی معاملات اور سیاسی تحریکوں میں حصّہ لینے کی تحریک نہیں کرتا اس لئے کہ ہمارا ملک اور ہماری دُنیا اور ہے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں :۔

مجھ کو کیا مُلکوں سے میرا ملک ہے سب سے جُدا ❊ مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

مُلک روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر ❊ گو بہت دنیا میں گذرے ہیں امیر و تاجدار

دنیا کی حکومتیں اور شوکتیں تمہارے پیچھے چلی آئیں گی اگر تم دُنیا میں **رُوحانی انقلاب** پیدا کر دو۔ اور اس پیغام کے پُہنچانے کے لئے پوری ہمّت اور توجہ سے کھڑی ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ تمہارا حامی و ناصر ہو ❊

احمدی جماعتوں کیلئے اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے۔ کہ اس سال چندۂ عام کی وصُولی پر خاص زور دیا جائے۔ اور کوئی احمدی ایسا نہ رہے۔ جو اپنے ذمّہ کا چندہ ادا نہ کرے۔ اور چندۂ خاص جسقدر ہو سکے۔ کم وصول کیا جائے۔ حضور نے باوجود اکثر جماعتوں کے اپنے سہ ماہی بجٹ پورے نہ کرنے کے۔ اور مجلس شوریٰ کے اس مشورہ کے کہ اس صورت میں پندرہ ہزار سے لیکر ایک لاکھ روپیہ تک چندۂ خاص طلب کیا جائے۔ کم سے کم تعداد سے بھی نصف چندۂ خاص کا اسوقت اعلان کیا ہے۔ اور یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ جماعت کے احباب ستمبر اور اکتوبر میں اٹھارہ اٹھارہ فیصدی چندہ ادا کریں۔ لیکن اس میں چندۂ ماہواری بھی شامل ہے۔ اور چندۂ جلسہ سالانہ بھی۔ ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے سوا چھ فیصدی چندۂ ماہوار ہوتا ہے۔ اور پندرہ فیصدی کے حساب سے ایک ماہ میں ساڑھے سات فیصدی چندۂ جلسہ سالانہ بنتا ہے۔ باقی صرف سوا چار فیصدی ایک ماہ میں یا ساڑھے آٹھ فیصدی دو ماہ میں چندۂ خاص رہ جاتا ہے حالانکہ اس سے پہلے چندۂ خاص کے لئے ۲۵ فیصدی کا مطالبہ کیا جاتا تھا ❊

پس جماعت احمدیہ کے افراد کو ماہ ستمبر اور اکتوبر میں چندۂ خاص۔ چندۂ جلسہ سالانہ اور چندۂ عام مجموعی طور پر اٹھارہ اٹھارہ فیصدی کے حساب سے فراہم کر کے بیت المال قادیان میں داخل کرا دینا چاہیئے۔ جن جماعتوں نے اپنا سہ ماہی بجٹ پورا کر دیا ہے ان پر چندۂ خاص نہیں صرف چندۂ جلسہ سالانہ اور چندۂ عام ہے ❊

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامک کلچر

اسلام اور طلاق

اسلام بوجہ اسکے کہ اس کی تعلیم سب زمانوں کے لئے ہے۔ اسوقت تک بھی پوری طرح نہیں سمجھا گیا۔ اس کی ایسی تعلیمات جو انسانی سوسائٹی کی نشوونما سے پہلے ظاہر ہوگئی ہیں۔ ہمیشہ لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرتی رہی ہیں۔ لیکن جب جب بھی سوسائٹی اس مقام پر پہنچ گئی ہے۔ جبکہ اسکے لئے اس کی بعض تعلیمات کا سمجھنا ممکن ہوگیا ہے۔ تو فوراً لوگوں نے ان تعلیمات کی خوبی کو تسلیم کر لیا ہے۔ ان مسائل میں سے جن کی خوبی کو ایک لمبے عرصہ تک دنیا نے نہیں سمجھا **ایک طلاق کا مسئلہ بھی ہے** وہ تمام اقوام جو بدکاری کو حرام سمجھتی ہیں۔ طبعاً اس طرف مائل ہو جاتی ہیں۔ کہ ایسے تمام ذرائع جن سے عورت و مرد کا رشتہ عارضی ثابت ہو درحقیقت بدکاری کی ایک قسم ہیں۔ کیونکہ انکے نزدیک بدکاری کی تعریف ہی مرد و عورت کا عارضی تعلق ہے ٭

اس تعریف کا لازمی نتیجہ یہ ہؤا ہے کہ جن قوموں نے اس سوال پر فلسفیانہ طور پر غور کیا ہے وہ اس تعریف کے مطابق مجبور ہوئی ہیں۔ کہ بیوہ کی شادی کو بھی ناجائز قرار دیں۔ کیونکہ بیوہ کی شادی بھی تعلقات کو عارضی ثابت کرتی ہے۔ اور اس سے اور ترقی کر کے بعض نے رانڈ مرد کی شادی بھی ناجائز قرار دی ہے۔ کیونکہ ایسا شخص بھی گویا اپنی پہلی اور دوسری بیوی سے عارضی تعلق قائم کرتا ہے۔ ان لوگوں کے نزدیک خواہ مرد ہو یا عورت۔ اس کی شادی صرف ایک بار ہو سکتی ہے۔ کیونکہ عارضی تعلق بدکاری ہے۔ یہ فیصلہ ایک طبعی نتیجہ ہے۔ بدکاری کی مذکورہ بالا تعریف کا اور کوئی شخص اس تعریف کا قائل ہوتے ہوئے معقول طور پر اس صورت حالات کو قبول کرنے سے انکار نہیں کر سکتا۔ اگر بدکاری مرد و عورت کے عارضی تعلق کا ہی نام ہے تو یقیناً مرد و عورت صرف ایک دفعہ شادی کر سکتے ہیں۔ پھر اگر مرد مر جائے تو عورت کو اور اگر عورت مر جائے۔ تو مرد کو دوسری شادی کی اجازت نہیں ہو سکتی ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس نقطۂ نگاہ کا ایک لازمی نتیجہ یہ نکلا ہے کہ نکاح کو ایک الہٰی فعل قرار دے لیا گیا ہے۔ کیونکہ صرف الہٰی فعل ہی ایسے ہو سکتے ہیں۔ کہ جن کو باطل کرنا ناجائز ہوتا ہے۔ اور جن کی حکمت خواہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے ان کی خوبی کو تسلیم کرنا پڑتا ہے اس اصل کو تسلیم کرنے والوں کے نزدیک شادی چونکہ ایک مستقل تعلق ہے وہ ایک خدائی فعل ہے اور چونکہ وہ ایک خدائی فعل ہے۔ اس لئے اسے عارضی قرار نہیں دیا جا سکتا جو ایسا کرتا ہے وہ بدکاری کا مجرم ہے ؂

اسلام سے پہلے سب مذاہب کا نقطۂ نگہ یہی تھا۔ اسوجہ سے سب مذاہب جو کسی الہامی کتاب سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس حقیقت کے پابند تھے۔ اسلام نے آکر ایک جدید نقطۂ نگہ پیش کیا جو یہ ہے۔ کہ مرد و عورت کو ایسے رنگ میں پیدا کیا گیا ہے۔ کہ وہ درحقیقت ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ پس باوجود سامانوں کے میسر آنیکے شادی نہ کرنا جائز نہیں۔ لیکن کسی خاص مرد کا کسی خاص عورت سے تعلق خدائی فیصلہ کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ یہ امر انسان کے اپنے فیصلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے اس تعلق کا توڑ دینا الہٰی فعل کو باطل کرنا نہیں قرار دیا جائیگا۔ بدکاری کی تعریف بھی اسلام یہ نہیں کرتا۔ کہ ہر عارضی تعلق بدکاری ہے بلکہ وہ بدکاری کی تعریف یہ کرتا ہے۔ کہ ہر ایسا تعلق جو قبل از وقت اس نیت سے کیا جائے۔ کہ وہ عارضی ہوگا۔ اور جس تعلق میں دو نو فریق ایک۔ دوسرے کے ساتھ اپنے آپ کو تمدنی اور اہلی طور پر وابستہ نہ کر دیں اور قانونی طور پر اس تعلق کو ایسا مضبوط نہ کریں۔ کہ ایک کو دوسرے کا ذمہ وار ہونے پر مجبور کیا جا سکے۔ وہ بدکاری ہے ؂

اس تعریف کے مطابق اگر دو شخص سچے دل کے ساتھ نباہنے کا ارادہ کرتے ہوئے مل جائیں۔ اور قانونی طور پر ایک دوسرے کے حقوق کو قبول کر لیں۔ تو وہ جائز میاں بیوی سمجھے جائینگے۔ اور کسی وقت ایسے حالات کے ماتحت جو انکے بس کے نہ تھے۔ وہ باوجود محبت سے گذارہ کرنے کی تمام کوششوں کے باہم محبت سے نہ رہ سکیں۔ اور علیحدہ ہو جائیں۔ تو ان کی اس طرح کی علیحدگی کی وجہ سے انکا گذشتہ تعلق یا آئندہ پیدا کیا جانیوالا تعلق بدکاری نہیں کہلائیگا۔ کیونکہ جسوقت انہوں نے تعلق کیا تھا۔ اس نیت سے نہیں کیا تھا۔ کہ وہ اسے توڑ دینگے۔ اور جن حالات کی وجہ سے وہ اس تعلق کو توڑنے پر مجبور ہوئے ہیں وہ حالات ان کے اختیار اور بس کے نہیں تھے ؂

اسلام کی بتائی ہوئی بدکاری کی تعریف کے ماتحت عورت و مرد کے تعلق تقدس میں بھی فرق نہیں آتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور باوجود اسکے مجبوری کی حالت میں علیحدگی انسان کو بدکاری کا مجرم بھی نہیں بناتی۔ اور اس تعریف کے سوا دوسری ہر تعریف کے ماتحت نکاح کے بعد خواہ کوئی حالات ہوں علیحدگی یا علیحدگی کے بعد یا بیوی یا میاں کے مرجانے کی صورت میں دوسرا نکاح ایک شدید گناہ قرار پاتا ہے۔ لیکن یہ امر عقلاً اور فطرتاً درست نہیں ہے۔ چنانچہ باوجود اسکے کہ سینکڑوں سال سے اسلام کے بتاتے ہوئے طلاق کے مسئلہ پر اعتراض ہوتے چلے آتے ہیں۔ اب خود معترض ہی اس کی خوبیوں کے قائل ہو رہے ہیں۔ چنانچہ یونائیٹڈ سٹیٹس کے بعد یورپ کے بہت سے ممالک میں بھی اب طلاق کو قانوناً جائز قرار دیا جانے لگا ہے۔ اور اب تو انگلستان بھی جو اس معاملہ میں سب سے زیادہ قدامت پسند واقع ہوا تھا۔ اپنا نقطۂ نگاہ بدل رہا ہے۔ چنانچہ لنڈن کی سول ۲۳ اگست صفحہ ۲۰۵ اگست کی تار مظہر ہے۔ کہ ڈاکٹر ڈگلس وہائٹ نے جو آرچ بشپ کی کمشن کے جو تعلقات زن و شوی کے متعلق مقرر کی گئی تھی ممبر تھے۔ کانفرنس آف ماڈرن چرچ مین میں بیان کیا ہے۔ کہ شادیوں میں ناخوشگواری ان تبدیلیوں کے سبب سے ہوتی ہے۔ جو مرد و عورت میں طبعی بلوغت کے بعد پیدا ہوتی ہیں۔ اسلئے طلاق جسے مسیح نے ہرگز حرام نہیں کیا ضروری ہے۔ طلاق کو ایک جرم نہیں بلکہ تباہ شدہ زندگیوں کی اصلاح کا ذریعہ خیال کرنا چاہیئے ✤

ہم یقین رکھتے ہیں کہ یہ رَو زور پکڑتی جائیگی۔ اور ایک دن سب دنیا مجبور ہو کر اس بارہ میں جو اسلامی تعلیم ہے۔ اسے قبول کریگی۔ لیکن ہم ایک امر کے متعلق ابھی سے طلاق کے حامیوں کو ہوشیار کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ کہ جبتک وہ زن و شوئی کے تعلقات کے متعلق گناہ کی تعریف کو نہیں بدلینگے۔ طلاق کو گناہ ہی سمجھنا پڑیگا۔ اور اس تعریف کی موجودگی میں جو شخص طلاق لیگا یا دیگا۔ اپنے دل میں اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے احکام کو توڑنیوالا ہی سمجھیگا۔ اور اس طرح ایک ایسی نفسی کیفیت پیدا ہو جائیگی۔ جسکے سبب سے گناہ کا رُعب لوگوں کے دلوں سے مٹ جائیگا۔ اور دوسرے گناہوں کے ارتکاب پر بھی دلیر ہو جائینگے۔ پس طلاق کی اجازت سے پہلے شادی کی تعریف کو بدلنا چاہیئے۔ اور اسلام کی طرح تسلیم کرنا چاہیئے۔ کہ گو شادی ایک الٰہی حکم ہے۔ لیکن دو شخصوں کی باہمی شادی کوئی آسمانی حکم اپنے ساتھ نہیں رکھتی۔ بلکہ دو شخصوں کا ایک نہایت مقدس باہمی سمجھوتا ہے۔ جسے حالات کی مجبوری سے توڑا جا سکتا ہے۔ مگر نہایت ہی مجبوری کی حالت میں جب اسکے سوا اور کوئی چارہ نہ ہو۔ پس ہر وہ شخص جو طلاق کو آسان کرتا ہے۔ ویسا ہی مجرم ہے۔ جیسا کہ وہ شخص جو طلاق کا دروازہ بالکل بند کرتا ہے۔ دونو دُنیا کے دشمن ہیں۔ نہ ایک کم نہ دوسرا زیادہ ✤

(سن رائز انگریزی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغمبر اسلام علیہ السّلام

اے بھرت! جب دنیا میں حق و صداقت مغلوب ہو جاتی ہے اور ہر طرف ناحق اور باطل کی گھٹائیں چھا جاتی ہیں تو اسوقت میں اپنے آپ کو ظاہر کیا کرتا ہوں۔ خیر و نیکی کی ترقی اور شر اور بدی کے استیصال کی خاطر میں ہمیشہ وقتاً فوقتاً دنیا میں جلوہ افروزی کرتا ہوں (گیتا)

ایک عظیم الشان اور صاحب قوّت سورج کی طرح پیغمبر خدا محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ریگستان عرب کو اپنے جلوہ سے اسوقت منوّر کیا کہ جب دنیائے انسانی انتہائی تاریکی میں مبتلا تھی اور جب آپؐ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو آپؐ اپنا سب کام پورے طور پر انجام دے چکے تھے۔ وہ مقدّس کام کہ جس سے دنیا کو ابدی فائدے پہنچنے والے تھے دنیا کے سچے اور مامور من اللہ ہادی بہت تھوڑے ہوئے ہیں اور باہم ان کے زمانوں میں ایک دوسرے سے بہت فرق رہا ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات کا مطالعہ دلچسپی، احترام کے ساتھ کیا ہے کہ جس کے وہ مستحق ہیں اس بات کے ماننے پر مجبور ہیں کہ آپؐ سب سے بڑے ہادیوں میں سے ایک تھے۔ آپؐ کی عظمت و شان میں اسوقت اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ جبکہ آپؐ کی تصویر کھینچتے وقت ہم اس انتہائی اخلاقی و روحانی انحطاط کے پس منظر بھی نگاہ رکھیں۔ جو آپؐ کی پیدائش کے وقت عرب میں عام تھا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک مہذب اور ترقی یافتہ ماحول کی پیداوار نہ تھے آپؐ کے عہد میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جس سے آپؐ الہیات کا درس لیتے۔ اس زمانہ میں مذہب الٰہی کے لئے تو عرب میں کوئی جگہ ہی نہ تھی وہ سرزمین اپنے نازک ترین دور سے گذر رہی تھی جب خرابی اور پستی انتہائی حد تک پہنچ گئی تو اسوقت آپؐ رحمت باری لیکر تشریف لائے۔ ایسی صورت میں اگر اُن کو رحمۃ للعالمین کا خطاب دیا جاتا ہے تو اس میں تعجب ہی کیا ہے۔ عوام کے جذبات کے مطابق کہ جو تا قیام قیامت باقی رہیں گے اور آپؐ براہِ راست خدا کے قاصد اور رسول ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ آپؐ کی ہستی باری تعالیٰ کی ہستی اور ذات کے اندر فنا ہو چکی تھی جو لوگ کہ ہندو مذہب کے عقائد کے آشنا ہیں آپؐ کو اوتار کہیں گے۔ جسکے لفظی معنی یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اُترا ہوا۔ سچے مسلمانوں کی زبان میں آپؐ کا لقب پیغمبر خدا یعنی اللہ کا قاصد ہے اور مطلب ان دونو لفظوں کا ایک ہی ہے۔ دونو لفظ جذبۂ محبّت و تعظیم کے لئے ہیں اور ایک کے بجائے دوسرا لفظ استعمال ہو سکتا ہے ❊

محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تعلّق کسی امیر اور دولتمند خاندان سے نہ تھا۔ آپؐ کے والدین غریب لوگ تھے اور آپؐ کو کوئی روحانی تفوق بھی ورثہ میں نہ ملا تھا۔ آپؐ کا ظہور ایک ایسے خاندان میں ہوا جسے بلحاظ امارت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا میں کوئی اہمیت حاصل نہ تھی اور آپؐ کی زندگی میں میرے لئے جو حقیقت سب سے زیادہ دلکش ہے وہ یہی ہے کہ آپؐ بہت سے اور عظیم المرتبت انسانوں کی طرح اس طبقے سے نکلے کہ جسے عوام کا طبقہ کہا جاتا ہے۔ آپؐ نے ایک معمولی تاجر اور ایک بکریاں چرانے والے کی زندگی بسر کی۔ یہ واقعہ ہمارے جذبات میں تحریک پیدا کر کے سلسلہ کی کڑی کو ایک دوسرے عظیم الشان گڈریئے کے ساتھ جوڑ دیتا ہے۔ جس کی محبت کے بائیس کروڑ یا اس سے بھی زیادہ دیوانے دنیا میں بستے ہیں جو سری کرشنؑ کے نام سے مشہور ہے۔ (محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم) کی سب سے پہلی خوبی جس نے لوگوں کے دلوں کو موہ لیا۔ آپؐ کی کامل ایمانداری تھی۔ آپؐ کی اس صفت نے آپؐ کو قوم سے "الامین" کا قابل رشک خطاب، دلوا دیا تھا اور آپؐ کی زندگی کے ہر شعبے میں اس کا جلوہ نظر آتا ہے اور کسی حالت میں بھی آپؐ سچائی سے خفیف سے خفیف انحراف بھی گوارا نہ کر سکتے تھے۔ اور اس کا ثبوت ہمیں غزوہ بدر کے اس واقعہ سے ملتا ہے جو بہت مشہور ہے کہ قبائل قریش نے جو آپؐ کے دشمن تھے آپؐ کے دو آدمیوں کو پکڑ لیا تھا اور یہ وعدہ لیکر چھوڑ دیا تھا۔ کہ وہ رسول اللہؐ کے ساتھ شریک ہو کر قریش سے جنگ نہ کرینگے۔ بدر کی لڑائی کے موقعہ پر دشمنوں کی تعداد آپؐ سے بہت زیادہ تھی اور ایک آدمی کی کمی یا زیادتی بھی آپؐ کی جنگی طاقت پر اثر ڈال سکتی تھی لیکن اسقدر سخت ضرورت اور ان لوگوں کی عاجزانہ درخواستوں کے باوجود آپؐ نے اسے گوارا نہ کیا کہ وہ اپنا عہد توڑ کر لڑائی میں آپؐ کا ساتھ دیں۔ اصل یہ ہے کہ مصلحت وقت کے مذہب کی آپؐ کی نگاہ میں ذرا سی بھی وقعت نہ تھی اپنے جاں نثاروں کو ان کی اپنی شریفانہ تمناؤں کے پورا کرنے سے باز رکھنے میں یقیناً آپ کو سخت رنج ہوا ہوگا۔ لیکن حق کی خاطر اسے گوارا کیا گیا۔ بہر صورت و بہر حالت ایک اخلاقی قانون کا احترام ضروری تھا۔ خواہ اس کی وجہ سے دل کو کتنی ہی تکلیف پہنچے۔ ضرورت تھی کہ پیغمبر خدا جس بلند اخلاقی نصب العین کی طرف قوم کو بلانا چاہتا تھا پہلے خود اس پر عمل کر کے دکھاتا۔ اور حق یہ ہے کہ آپؐ نے مثال پیش کرنے میں ذرا سا بھی پس و پیش نہیں کیا۔ آپؐ کی سوانح حیات ہمیں بتاتی ہے کہ آپؐ نے اپنی تعلیم اور تبلیغ کا زندگی بھر اصول ہی یہ رکھا کہ جو کچھ اپنے پیروؤں کو سکھانا چاہتے تھے پہلے خود وہ سب کچھ کر کے دکھا دیا اور کبھی کسی ایسے کام کی تعلیم نہ دی جس کا عملی نمونہ خود پیش نہ کر دیا ہو۔

اس جگہ اس بات کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ میں آپؐ کی زندگی کے اور بھی چند اسی قسم کے واقعات نقل کروں۔ کیونکہ آپؐ کی سیرت پر بہت سی بلند پایہ اور قابل اعتبار تصانیف موجود ہیں اور ان میں اس قسم کے واقعات بھرے پڑے ہیں۔ آپؐ کے طرز زندگی میں اسوقت بھی کسی قسم کا کوئی فرق نہیں پڑا جبکہ آپؐ عہدہ رسالت پر مامور ہو گئے۔ آپؐ نے اپنی تمام زندگی اسی سادگی اور بے تکلفی سے بسر کی۔ دنیا کے عیش اور زندگی کی آسائش اسوقت بھی آپ کو اپنی طرف متوجہ نہ کر سکیں۔ جبکہ ایک سے زیادہ سلطنتوں کی دولت آپؐ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قدموں میں لوٹ رہی تھی۔ آپؐ کی غذا بہت ہی سادہ اور تھوڑی ہوتی تھی اور کھانا آپؐ صرف اس ضرورت سے کھاتے تھے کہ زندہ رہ سکیں۔ چٹائیاں اور بوریئے آپؐ کا بستر تھے۔ اور اسی طرح بدن کے کپڑے بھی بہت ہی سادہ ہوتے تھے۔ آپؐ نے کبھی کسی سے سخت کلامی نہیں کی۔ حتیٰ کہ جنگ کے موقعہ پر دشمنوں سے بھی آپؐ کا لہجہ نرم ہوتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؐ کو اپنی خواہشات اور جذبات پر پورا پورا قابو حاصل تھا۔ گیتا میں کرم یوگی کا جو حوالہ دیا گیا ہے وہ صفات آپؐ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ یعنی آپؐ اپنے ناخوش آئند فرائض کو بھی سچے ایمان اور سچی جرأت کے ساتھ انجام دیا کرتے تھے۔ اور خواہشات یا غرور کبھی آپؐ کے قدم میں لغزش نہ ڈال سکتا تھا۔ کرم یوگی اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے بلند ترین خیالات کو بھی عملی جامہ پہنادے۔ اور محمد رسول اللہؐ ایک ایسی ہستی تھے۔ ایک فانی انسان ہونے کے باوجود آپؐ مافوق الانسان تھے۔ مسرت اور الم اور حظ و ملال جن کے اثرات کے ماتحت ہم معمولی انسانوں کی زندگیاں بسر ہوتی ہیں اور جو درحقیقت ہماری زندگیوں میں انقلاب پیدا کردیتے ہیں اُن سے یہ مقدس اور عظیم الشان روح کبھی متاثر نہ ہوتی تھی۔ آپؐ کی زندگی گیتا کی اس تعریف کا بالکل صحیح نمونہ تھی جو پیغمبروں اور اوتاروں کی اس میں کی گئی ہے:۔

"وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں تمام خواہشات اس کی طرف کو اس طرح بہتی ہیں۔ جس طرح دریا سمندر کی طرف بہتے ہیں جو پانی سے اگرچہ لبریز ہوتا ہے۔ لیکن یہ دریا اس میں ذرا سا بھی تموج پیدا نہیں کرسکتے۔ وہ ایسا نہیں ہوتا کہ خواہشات سے مغلوب ہوکر خواہش کرنے لگے۔ جس کے تمام کام ہوا و ہوس کے سانچے سے آزاد رہتے ہیں اور جس کے افعال کو عقل کی آنچ تپا کر کندن بنا دیتی ہے اسی کو حکماء نے حکیم اور فرزانہ مانا ہے۔" "گیتا"

مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؐ کے متعلق یہ خیال عام ہے کہ آپؐ نے رہبانیت کی تعلیم نہیں دی ہے۔ جہاں تک رہبانیت کا لفظ اپنے محدود معنی میں مستعمل ہوتا ہے یہ خیال بالکل صحیح بھی ہے۔ لیکن یہ ناممکن تھا کہ آپؐ کی یہ خواہش ہوتی کہ وہ قواعد و ضوابط جو انسانی زندگی کی رہنمائی کے لئے وضع کئے جائیں۔ وہ بلند ترین اخلاقی اور مذہبی معیار کے علاوہ کسی اور چیز سے مطابقت رکھتے ہوں۔ پیغمبر صاحب تو غالباً اسے پسند کرلیں گے کہ ہم اگر غلطی بھی کریں تو زائد از ضرورت احتیاط کی سمت میں کریں۔ بہ نسبت اسکے کہ ہم سے بے اصولی کا اظہار ہو۔ آپؐ کے تیار کئے ہوئے نظام زندگی میں کسی قسم کی آزاد روی کی کہیں گنجائش نہیں ہے۔ انہوں نے جہاں ہمیں زہد کی حد آخر سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ وہیں انہوں نے قواعد و ضوابط کی پابندی میں ذرا سی سُستی اور ذرا سی ڈھیل کو بھی دُور کرنے کی سعی بلیغ فرمائی ہے۔ اور اس کا ثبوت ہمیں اُن عبادات و فرائض میں ملتا ہے جن کا روزانہ بجالانا آپؐ نے اپنے پیروؤں پر فرض کیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے۔ جیسا کہ مَیں سمجھتا ہوں۔ آپؐ کے متعلق یہ روایت کہ آپؐ نے ایک ایسے مکان کے اندر تشریف لیجانے سے انکار کر دیا تھا۔ جو بہت اعلیٰ پیمانہ پر آراستہ و پیراستہ تھا۔ اُس ذہنیت کی ایک واضح مثال ہے۔ جو آپؐ نے پیدا کرنی چاہی تھی۔ اور جسے پیدا کرنے میں آپؐ ایک بڑی حد تک کامیاب بھی ہوئے تھے ہونا بھی یہی چاہیئے تھا کہ ایک ایسی ذات کہ جس کے افعال و اعمال اس کے پیروؤں کے لئے اسوۂ حسنہ بننے والے تھے اپنی تمام حرکات و سکنات کے متعلق اسی حد تک محتاط اور پابند ضوابط ہوتی ؎

جو لوگ موجودہ حالت اور رسم و رواج میں انقلاب۔ پیدا کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس سے بہتر صورتیں مہیّا ہو جائیں۔ ان کے دلوں پر جس بات کا زبردست اثر پڑیگا۔ وہ پیغمبر صاحب کا وہ بلند تخیل ہے جو آپؐ محنت و مزدوری کے متعلق رکھتے تھے۔ رسولِ خدا کی قائم کی ہوئی ان بہت مثالوں میں سے جنہیں لوگوں نے پھیلایا ہے۔ ایک یہ ہے کہ آپؐ اپنے کپڑوں کی خود مرمت کرتے تھے یہی نہیں بلکہ اپنے جوتوں کی بھی۔ آپؐ اپنے گھر کے کام کاج میں اپنے خدمتگار کو مدد دیا کرتے تھے۔ اور مسجد کی تعمیر میں آپؐ نے مزدوروں کے ساتھ برابر کام کیا ہے کام کرنے والے مزدوروں کے ساتھ کام کرتے وقت آپؐ اس طرح کام کرتے تھے اور ان کے ساتھ اس طرح مِل جلتے تھے کہ کوئی آپؐ کو پہچان نہ سکتا تھا ؎

بچّوں سے آپ کو خاص شغف تھا اور اُن کی صحبت میں آپؐ بہت خوش رہتے تھے وہ خوش قسمت بچّے جو آپؐ کے زمانہ حیات میں تھے اور جنہیں آپؐ کی شفقت حاصل کرنے کا فخر حاصل ہُوا اپنے گھروں میں اسقدر خوش نہ رہتے تھے جتنا کہ آپؐ کی صحبت میں۔ بچّوں میں اُٹھنا بیٹھنا آپؐ کے لئے کوئی اتفاقی امر نہ ہوتا تھا۔ بلکہ آپؐ کا باقاعدہ اور دستور العمل تھا کہ بچّوں کو تلاش کر کے ان کے ہم جلیس ہوتے اور اپنے بہترین خیالات ان کے دماغوں پر منقش کر دیتے۔ کیا تعلیم دینے کا اس سے زیادہ طبعی اور فطری طریقہ کوئی اور ہو سکتا ہے؟

پیغمبر صاحبؐ کی زندگی کا اہم ترین پہلو کہ جس کی مخلصانہ تقلید کے آپؐ اپنے تمام پیروؤں سے کہ جن کے دل آپؐ کے عشق سے لبریز ہیں متمنی بھی ہونگے۔ آپؐ کے جذبہ ہائے محبت و عفو تھے جو ان لوگوں کے لئے بھی عام تھے کہ جنہوں نے آپؐ کو ایذائیں پہنچائیں آپؐ کو ضرر پہنچانے، طرح طرح عقوبتیں دینے حتیٰ کہ آپؐ کو قتل کر دینے کے واسطے ایسے ایسے وسائل اختراع کیئے گئے تھے کہ جنہیں سُنکر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ لیکن آپؐ نے ان تمام مخالفتوں کو صبر و سکون کے ساتھ برداشت کیا۔ اور ہمیشہ آپؐ کا یہ ایمان رہا کہ اس طرح تکلیفیں اُٹھا کر آپؐ اس عظیم الشان مقصد کو پورا کر رہے ہیں جو آپؐ کے سپرد کیا گیا تھا۔ یہ خیال کہ آپؐ کا صبر و تحمل ہمت و دلیری کی کمی کی وجہ سے تھا اس لئے ایک لغو اور ناقابل قبول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معلوم ہوتا ہے کہ ایک سے زیادہ موقعوں پر باقاعدہ لڑائیوں میں جن کے لڑنے پر آپ کو مجبور کیا گیا۔ آپ نے انتہائی شجاعت اور بہادری دکھائی ہے۔ زندگی کے ہر ایسے موقعہ پر کہ جب معمولی انسان اپنی کمزوری ظاہر کر دیتا ہے آپ فوق الانسان بلندی عزم کے ساتھ اُٹھے۔ اور گم کردہ راہ عرب کو بہبود و ترقی کا راستہ دکھایا۔ یہ صحیح ہے۔ کہ آپؐ ایک انسان تھے۔ مسلمان آپؐ کو ایک انسان ہی سمجھتے اور خدا نہیں بلکہ جماعت انسان ہی کا ایک فرد کہتے ہیں۔ واقعی آپؐ انسان ہی تھے لیکن ہمیں یہ ضرور سمجھ لینا چاہیئے کہ آپؐ ایک ایسے انسان تھے جیسا کہ فی الحقیقت ایک انسان کو ہونا چاہیئے۔ یا جیسا کہ خدا نے ہمیں بنانا پسند کیا تھا نہ کہ ایک ایسا انسان جیسے کہ سب ہیں۔ تیرہ سو برس پیشتر کے اس انسان کامل کے آستانے پر آج دنیا کے مختلف گوشوں میں کروڑوں بندگانِ خدا کی جبین نیاز جھکا کرتی ہے۔ انسانیت کا یہ نمونہ اکمل ایک روشن آفتاب کی طرح اس دنیا میں آیا تھا۔ اور اپنے کروڑوں شیدائیوں کے دلوں میں ایک سورج ہی کی طرح ہمیشہ جلوہ گر رہیگا ؛

شذرات

مسلماں را مسلماں باز کردند

اس وقت کے نبی (صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ) نے مبعوث ہو کر فرمایا کہ نام کے مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنانے کی ضرورت ہے ان کی حالت کیا باعتبار عقائد اور کیا بلحاظ اعمال قطعاً گر چکی ہے اور ہر پہلو سے قابل اصلاح ہے مگر ہمارے بھائیوں نے اسے بُرا مانا۔ اور اپنی اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ مگر مندرجہ ذیل اقتباسات سے ظاہر ہو گا کہ مسلمان اچھے لکھے پڑھے مسلمان اور اسلامی کہلانے والی حکومتیں کہاں تک اسلام پر قائم ہیں :-

رسالہ نگار کا نامہ نگار

رسالہ نگار مئی ۱۹۳۰ء میں سیّد مقبول احمد بی اے نے اپنے خیالات کا اظہار ذیل کے الفاظ میں کیا تھا :-

" اگر اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے تو کیوں ہم عربی قومی خصائص کے لئے ختنہ۔ عقیقہ۔ طواف کعبہ۔ سعی۔ صفا و مروہ۔ امتناع لحم خنزیر احکام وراثت۔ نکاح۔ طلاق و ازدواج۔ بیع و شرا۔ بلکہ ایک خاص طریقہ عبادت کے لئے (جو بالتخصیص عربی زبان میں ہو) مجبور کیے جاتے ہیں۔ اور اُن کے ہم مسلمان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں سمجھے جاتے۔ ظاہر ہے کہ دنیا کی دوسری قوموں کا بلحاظ آب و ہوا۔ مزاج۔ زبان۔ عادات معاشرت و تمدّن وغیرہ اختلاف رکھنا ایک فطری خاصہ ہے۔ پس اگر اسلام عربی قوم کے لئے مخصوص تھا۔ تو اسکا دوسری قوم میں پھیلانا بے معنی ہے اور اگر پھیلایا جائے۔ تو اس کی اوّل شرط یہ نہ ہونی چاہیئے۔ کہ ایسی قوم کو پہلے عربیت میں ڈھالنا چاہیئے۔ اور اس کے بعد ان کو مسلمان کرنا چاہیئے۔ نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ جو قومیں فطرتاً عرب کے عادات اختیار کرنے کے قابل تھیں۔ خصوصاً جو سرد ملکوں مثلاً یورپ کی رہنے والی تھیں۔ ان کو اسلام لانے میں ہمیشہ تکلّف ہؤا اور اسلام صرف ان ممالک میں پھیل کر رہ گیا۔ جہاں تک عربوں کی تلوار سے سلطنت وسیع ہوئی۔ چنانچہ اہل شام و مصر و بربر کو مجبوراً اپنا تمدّن بدل کر مستعرب قوم بننا پڑا اور اہل عرب نے اپنا قومی شعار و زبان عربوں کے لئے نہ بدلی۔ انہوں نے شریعت کے قیود سے باہر ہو کر صوفیت کی بنا ڈالی۔ اسلام کو اس خطرناک غلطی کا اُس وقت تک پتہ نہ چلا۔ جب تک عرب پر حکومت کا خمار تھا۔ مگر جب یہ خمار ٹوٹا۔ تو اُس کے ساتھ اسلام کا رشتہ ترقی بھی تارِ عنکبوت کی طرح ٹوٹ کر زمین پر گر پڑا۔ اور اب یہ حالت ہے۔ کہ اگرچہ اسلام متعدّد قوموں میں پھیلا ہؤا ہے اور وہ سب مل کر ایک قوم اسلام کے ماتحت ہیں۔ مگر سب حالتِ انحطاط میں پڑے ہوئے زندگی بسر کر رہے ہیں"

اس رسالہ کے جون نمبر میں وہی صاحب لکھتے ہیں:۔

"تمام وہ باتیں جن کا اثر ہر زمانے و ہر موسم میں عام نہیں وہ سب مذہب کے فروع ہیں۔ اور اس میں احکامات دیوانی و فوجداری و جہاد قومی مراسم بلکہ طریقہ عبادات بھی شامل ہیں۔ پہلی صدی ہجری کے آئمہ کے قیاسات مذہب کے عام اصولوں کے ساتھ دوامی سمجھنا تبلیغ و اشاعت کے لئے بہت بُرا ہے اور خود قوم اسلام کی دنیاوی ترقی کا سدِّ باب ہے۔ یہ ایسی غلطی ہے۔ جس کا خمیازہ ہم نے اب تک اُٹھایا ہے۔ یورپ کی نشست و برخاست و لباس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ عرب اپنی مسجد میں زمین پر بیٹھ کر آسانی سے عبادت کر سکتا ہے۔ مگر یورپ کُرسی کا عادی ہے۔ کیوں نہ یورپ کا ابو حنیفہ عبادت کا طریقہ انکی عادت کے موافق اجتہاد کرے؟ یورپ کے ایک مشغول کاروباری سے کہو۔ کہ تم مغرب کے وقت جبکہ وہ اپنے کام سے راحت پاتا ہے۔ یا ظہر کے وقت کوئی نماز ادا کرے۔ اور اسی پر اس کے اسلام کا انحصار ہو تو وہ کیونکر اسلام کو فطری مذہب مان سکتا ہے"۔

ترکیہ میں انہدام مساجد

معاصر المقطم قاہرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکی میں اسّی مساجد کے انہدام کی خبر کو تمام عالم اسلامی میں رنج و افسوس کے ساتھ سُنا گیا ہے۔ جمعیۃ الشبان المسلمین قاہرہ کے اجتماع نے بھی جہاں مختلف بلاد عرب کی جمعیتوں کے نوجوان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمائندے شریک ہوئے تھے۔ اس کارروائی کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ اور صدر جمہوریہ ترکیہ شاہان اسلام اور مسلمان ہند کے نام احتجاجی تار روانہ کیئے ہیں ÷

حکومت ترکیہ کے محکمہ اوقاف کا بیان ہے کہ نمازیوں کی وجہ سے یہ مساجد خالی پڑی ہوئی تھیں اور ان مساجد کی کوئی ضرورت نہیں تھی اس لئے ان کو منہدم کر دیا گیا ÷

آستانہ (استنبول) سے المقطم کے نامہ نگار خصوصی نے بھی اس سلسلہ میں ایک بیان اپنے اخبار کو ارسال کیا ہے جس میں وہ لکھتا ہے کہ حکومت ترکیہ اب قطعی طور پر یہ ثابت کرنا چاہتی ہے کہ مذہب اسکی سیاست پر قطعاً اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس نے مساجد کے انہدام کو کوئی اہمیت نہیں دی ÷

اگرچہ حکومت نے ایک محکمہ اوقاف بھی قائم کر رکھا ہے۔ لیکن یہ محکمہ بھی صرف اس مقصد کے لئے ہے کہ اوقاف کے روپیہ سے جدید تمدن کی بنیادوں کو مستحکم کرے۔ باغیچوں کی نگہداشت، بنکوں کی تعمیر، بلڈنگوں کی تیاری محکمہ اوقاف کا اولین مطمح نظر ہے ÷

مساجد کے انہدام کی ذمہ داری خود اسی محکمہ پر ہے جس نے صدر جمہوریہ سے ان کو منہدم کرنیکی منظوری لی اور یہ ظاہر کیا کہ ان مساجد کی کوئی ضرورت نہیں" ÷

ہندو راجہ کا قبول اسلام اور معجزۂ شق القمر

تامل علاقوں سے مراد ملیبار (مالابار) ہے ملی پہاڑ اور بار ملک یعنی پہاڑی ملک زمانۂ قدیم میں اسکو کرالہ کہتے تھے، اس ملک کی قدیم حد راس کماری سے لیکر سنداپور یعنی گوآ تک تھی، اب ٹراونکور، کوچین کی ریاستیں مالابار اور جنوبی کانٹرا کے ضلع قدیم مالابار کی حد میں ہیں، اس ساحل کی چوڑائی پچیس سے ستر میل تک ہے۔ ساحل کے برابر برابر مغربی گھاٹ کا پہاڑ، جسکی بلندی تین ہزار فٹ سے سات ہزار فٹ تک ہے برابر برابر چلا جاتا ہے۔ چیرا میں پیرومل نے ۸۲۷ء میں اسلام قبول کیا اور وہ ہجرت کر کے چلا گیا مگر ظفار کے شہر میں جہاں اس کی قبر ہے ۸۳۱ء میں مر گیا، اُس نے جانے سے پہلے اپنے ملک کو متعدد ریاستوں میں تقسیم کر دیا، ان میں سے کالی کٹ۔ کا سامری اور رہیلی کا۔ کولاتری سب سے بڑے شمار ہوتے ہیں۔ فرشتہ نے اس قصے کو اس طرح بیان کیا ہے کہ تاریخ ہجری کے دو سال گذرے تھے کہ عرب اور عراق کے کچھ درویش بابا آدمؑ کے قدم کی زیارت کے لئے سراندیپ کو جاتے تھے راستے میں اُنہوں نے حد تنگلور کے شہر میں جو سامری کا دار الخلافہ تھا قیام کیا، وہاں سامری سے انکی ملاقات ہوئی اور اس نے پیغمبر اسلامؐ کے معجزات سُنے، ان میں سے ایک شق القمر بھی تھا، اُس کی بابت اُس نے اپنے دفتر سے دریافت کیا کہ اس زمانہ میں ایسا کوئی واقعہ درج ہے یا نہیں تو معلوم ہوا کہ ایک دفعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چاند دو ٹکڑے دکھائی دیا تھا، اس تصدیق سے اس کا عقیدہ اسلام پر پختہ ہوگیا۔ اور مسلمان ہوگیا لیکن اسنے اسلام پوشیدہ رکھا اور جب وہ زائرین سراندیپ سے واپس آئے تو اپنے تمام اہل کاروں اور ماتحت راجاؤں کو بلاکر اُن میں ملک تقسیم کر دیا اور انکو وصیت کی کہ ایک دوسرے پر ہرگز تعدّی نہ کریں اور ایک دوسرے کا علاقہ چھیننے کا ارادہ ہرگز دل میں نہ لائیں اور خود پوشیدہ طور سے زائرین کے ساتھ جہاز میں بیٹھ گیا اور شحر کے شہر میں جو حضرموت کا ایک بندر ہے، مرگیا، مرنے سے پہلے اُس مالک بن دینار کے ہاتھ اپنے مقرر کردہ راجاؤں کے پاس ایک وصیت بھیجی کہ عرب کے تاجروں کو جس جگہ یہ مسجد یا سرائے یا مکان بنانا چاہیں اجازت دیجائے، سب سے پہلے مسجد اُس نے کدنگار نور میں جو اسوقت سامری کا پایہ تخت تھا بنائی، اب اس شہر کو کرنگانور کہتے ہیں، پھر وہاں سے کولم گیا، وہاں مسجد اور باغ تیار کیا، پھر ہیلی ماراوی میں مسجد بنائی اسکے بعد جرفتن میں۔ اس کے بعد ورفتن، قندرنیہ اور جالیات وفاکنور اور منگلور میں، اس وقت سے اس ملک میں اسلام کا رواج ہوا ہے۔ (از واقعات دارالحکومت دہلی) صحیح روایت یہ کہ سامری نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں اپنے ملک میں چاند کا دو ٹکڑے ہونا مشاہدہ کیا تھا اور اس امر کی تحقیق کے واسطے آدمی معتمد اطراف واکناف میں بھیجے، جب اسکو معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہؐ نے دعوائے نبوت کر کے منجملہ اور معجزات کے شق القمر کا معجزہ دکھایا ہے، .. تو سامری جہاز پر سوار ہو کر حجاز کی طرف گیا اور آنحضرتؐ کی ملازمت سے مشرف ہو کر مسلمان ہوا اور خانہ کعبہ کی زیارت سے بھی خدا نے اُسے شرفیاب فرمایا اور آنحضرتؐ سے رخصت معاودت وطن حاصل کر کے جب مع ایک جماعت اہل اسلام ظفار میں پہنچا۔ مرض مہلک میں گرفتار ہو کر فوت ہوا اور اب بھی قبر اس کی اُسی شہر میں ہے اور لوگ اس کی زیارت کو جاتے ہیں ۰ (مشرق)

رومانیہ اور بلغاریہ کے مسلمان

اس وقت رومانیہ میں مسلمانوں کی تعداد ڈھائی لاکھ ہے جو سب کے سب تورانی نسل سے ہیں اور ترکی زبان بولتے ہیں۔ یہ لوگ زیادہ تر دوبریجہ کے اطراف میں رہتے ہیں۔ اور انکی ایک مختصر سی تعداد جزیرہ آطہ قلعہ میں دریائے ڈینوب کے کنارے بھی آباد ہے۔ ان لوگوں کا ذریعہ معاش زراعت و تجارت ہے۔ لیکن ان میں دولتمند لوگ کم اور معمولی وجہ معاش رکھنے والے زیادہ ہیں۔ البتہ ان کی اقتصادی حالت روز بروز ترقی کر رہی ہے ۰

رومانی حکومت کی طرف سے ان کو تمام تمدنی اور سیاسی حقوق حاصل ہیں۔ رومانی فوج میں ان کے افسر موجود ہیں۔ سرکاری کالجوں اور یونیورسٹیوں میں طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور اُن میں وکلاء کی ایک جماعت موجود ہے۔ البتہ چونکہ ان کے خیالات میں اتحاد نہیں ہے۔ اور انکی مختلف سیاسی پارٹیاں قائم ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس لئے وہ ان حقوق سے کافی فائدہ نہیں اُٹھاتے آج سے آٹھ سال پہلے پارلیمنٹ میں انکے چار ممبر تھے اور اب صرف ایک ممبر رہ گیا ہے ؎

مذہبی حیثیت سے حکومت نے ان کے لئے چار مفتی اور چار قاضی مقرر کر دئے ہیں اور ہر سال انکے مدارس و مساجد وغیرہ پر ۲۰ ملین (لاتی) ۲۴ ہزار مصری گنی صرف کرتی ہے۔ مساجد اوقاف اور ان کے ملازمین کی نگرانی مفتیوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اور قاضیوں کا کام نکاح - طلاق - وصیت اور وراثت کے مقدمات کا فیصل کرنا ہے۔ لیکن اس سال جنوری سے ایک نیا قانون پاس ہُوا ہے۔ جس کا منشاء یہ ہے کہ تمام تمدّنی معاملات ایک سلسلہ میں منظم ہو جائیں اور اس قانون کی بنا پر سب سے پہلے ایک خاص عہدیدار کے سامنے تمدّنی طور پر نکاح ہوتا ہے۔ اس کے بعد اگر فریقین کی خواہش ہو تو وہ مذہبی حیثیت سے بھی نکاح کر سکتے ہیں۔ لیکن اس قانون میں ترمیم و تنسیخ کرنے کے لئے مسلمانوں کا ایک وفد بخارسٹ گیا ہے۔ البتہ بعض مسلمان اسی جدید قانون کو قائم رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں ؎

آجکل تبدیل رسم الخط کے مسئلہ نے مسلمانانِ بلغاریہ میں سخت اختلاف پیدا کر دیا ہے۔ بعض نوجوان مسلمان چاہتے ہیں۔ کہ اسلامی مدارس میں عربی رسم الخط کی بجائے لاطینی خط رائج کیا جائے۔ چنانچہ بعض مدارس میں اسکا رواج بھی ہو چکا ہے۔ لیکن بعض مدارس میں اب تک وہی قدیم عربی رسم الخط جاری ہے اور اس مسئلہ کے تصفیہ کے لئے اسلامی کانفرنس میں جو صوفیہ میں منعقد ہوئی تھی۔ بحث بھی ہوئی۔ لیکن اس بحث و مباحثہ کا نتیجہ اب تک کچھ نہیں نکلا ؎

حکومت بلغاریہ نے ایک مسودہ اس غرض سے بھی پیش کیا تھا کہ مسلمانان بلغاریہ پر عام بلغاری قانون نافذ کیے جائیں - اور ان کے جو شرعی محکمے قائم ہیں توڑ دیئے جائیں۔ لیکن رئیس مفتی اور بعض ممبروں کی مخالفت کے سبب سے اس نے اسکو واپس لے لیا۔ اور سرِدست طلاق اور وصیّت وغیرہ کے تمام مقدمات اوّل اوّل ابتدائی شرعی محکموں میں فیصل کیے جاتے ہیں اور انکی سماعت محکمہ افتاء کے صدر کے یہاں ہوتی ہے جو صوفیہ میں قائم ہے ؎

(تازیانہ)

شام کی مسلمان عورتوں کی آزادی

شام ایک اسلامی ملک ہے۔ عرب کے نزدیک ہونیکی وجہ سے اس پر قدامت پرستی کا زیادہ اثر تھا لیکن اب وہ اس اثر سے آزاد ہو رہا ہے۔ پچھلے سال وہاں ایشیائی خواتین کی ایک کانگرس ہوئی۔ جسمیں تقریباً ہر مسلم ملک کی لیڈی ڈیلیگیٹ شامل ہوئیں۔ ایک ہفتہ تک کانگرس کا اجلاس ہوتا رہا مشرقی عورتوں کو آزادی کا پیغام دینے والی یہ پہلی کانگرس تھی - اسمیں چند اہم فیصلے ہوئے - (۱) رسم پردہ کو منسوخ کر دیا جائے۔ (۲) عورتوں کی شادی کی عمر ۱۸ سال مقرر کی جائے - (۳) انہیں بھی طلاق دینے کا حق دیا جائے ؎ ان فیصلوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ شام کی عورتیں اب پرانی رسوم کی غلام رہنا نہیں چاہتیں۔ ہندوستان کے جاہل مولوی؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاوا میں اسلام کب اور کس طرح پھیلا؟

"اجی ساکا" کے آنے سے سنہ ۷۵ء میں یہاں سلطنت اور مذہب کی بنیاد پڑی اور یہی شخص جاوی رسم الخط کا بانی ہوا۔ اس کے بنائے ہوئے قواعد اور قانون ہزار بارہ سو سال تک بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اسلام کے ان جزائر میں داخل ہونے تک مستعمل ہوتے رہے ÷

مذہب جو یہ شخص اپنے ہمراہ لایا بدھ مت تھا۔ اور یہ پہلا مذہب ہے جو ان جزائر میں پھیلا ÷

"اجی ساکا" کے بعد پھر یہاں کی تاریخ کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ یہاں تک کہ ہندو مذہب کی ابتداء ان جزائر میں کب ہوئی۔ بہرحال ماننا پڑیگا کہ آٹھویں صدی میں ہندو مذہب نے اپنا اثر جمایا۔ لیکن ہندو مذہب بدھ مت کو مٹا نہ سکا بلکہ ان دونو کے ملاپ سے ایک مخلوط مذہب کی بنا پڑ گئی۔ چنانچہ یہاں کے مندروں اور آثار قدیمہ میں بدھ مت کی تصاویر کے ساتھ ساتھ کرشنا، سیوا اور گنیشی، وغیرہ کی مورتیاں بھی پائی جاتی ہیں صرف جزیرۂ بالی ہندو مذہب و تہذیب کا مرکز رہا اور وہاں سے بدھ مذہب کا تقریباً سب اثر جاتا رہا۔ باقی ہر جگہ مخلوط مذہب رہا ÷

جزیرہ جاوا میں ہندوؤں کی تین مشہور سلطنتیں گذری ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) پاجاجاران مشرقی جاوا میں ایک قومی سلطنت تھی۔ جس کا دار الخلافہ "بیوٹن زرگ" "دیاگور" کے قریب کسی جگہ تھا۔ یہ سلطنت تھی سنہ ۱۱۱۱ء سے سنہ ۱۵۲۶ء تک رہی۔ اس سلطنت میں ایک لاکھ جرار فوج ہر وقت تیار رہتی تھی۔ لیکن آخر میں اسلام کے زور پکڑنے کے سبب سے یہ حکومت نیست و نابود ہو گئی ÷

(۲) ماجاپاہٹ کا دار الخلافہ "سورابایا" کے قریب کسی جگہ بیان کیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس سلطنت کی ابتدا میں مورخ متفق نہیں ہیں۔ لیکن یہ سلطنت سنہ ۱۲۴۰ء اور سنہ ۱۲۷۵ء کے درمیان کسی وقت پیدا ہوئی اور اس کا خاتمہ سنہ ۱۵۱۵ء کے اور سنہ ۱۵۲۵ء کے درمیان ہوا ÷

(۳) ڈیماک کی سلطنت کا دار السلطنت "کازنگ" کے قریب بیان کیا جاتا ہے۔ اس سلطنت کی ابتدا کا کوئی پتہ نہیں ملتا ہے۔ لیکن سنہ ۱۴۷۵ء میں یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو گئے۔ جو اس زمانہ میں سواحل پر قابض ہو چکے تھے۔ اور بعد میں یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ ان کے علاوہ دیگر چھوٹی چھوٹی سلطنتیں بھی تھیں۔ جو ان سلطنتوں کے ماتحت تھیں اور انہیں کے ساتھ ختم ہو گئیں ÷

مذہب اسلام کی ابتدا تیرھویں صدی کے اندر ان جزائر میں ہوئی اور سو سال کے زمانہ کے اندر کئی اسلامی سلطنتیں قائم ہو گئیں۔ صرف جاوا میں سات مشہور اسلامی سلطنتیں تھیں ÷
بنٹام
(۱) ڈیماک (۲) پاڈجانگ (ماتارام۔جگجا) (۳) گریسی (۴) قدیری (۵) چریبون (۶) جکاترا (۷) پاجانگ (ماتارام۔جگجا) کا بادشاہ موسو ہونان یعنی شہنشاہ کہلاتا تھا۔ سنہ ۱۵۱۰ء سے پرتگیزوں نے اس طرف اپنا رسوخ جمانا شروع کیا۔ لیکن کامیاب نہ ہوئے پھر سنہ ۱۹۲۰ء یا سنہ ۱۵۲۱ء میں انکا دوسرا مشن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس طرف آیا۔ جسے صرف اتنی کامیابی ہوئی کہ ان جزائر میں اپنے تجارتی تعلقات قائم کیئے۔ وہ بھی اس طرح کہ مسلمانوں کا دور دورہ تھا۔ ایک نامسلمان راجہ نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ پرتگیزوں کے ساتھ دوستی کے تعلقات قائم کرے اور اس طرح مسلمانوں کی تعدی سے امن رہے۔ چنانچہ پرتگیز تاجروں نے اس کی خواہش کے مطابق اس کے لئے ایک قلعہ بھی تعمیر کیا۔ جس کے معاوضہ میں راجہ نے ان کے لئے سالانہ ایک ہزار بوری سیاہ مرچوں کی مقرر کی ✣

لیکن اس زمانہ میں مسلمانوں کا عروج تھا اور اگرچہ ہر طرح کی تدابیر انکے مقابلہ میں کی گئیں۔ لیکن کسی کی کچھ پیش نہ گئی۔ اسی زمانہ میں ڈچ لوگوں نے ان جزائر کا پتہ لگایا۔ پرتگیزوں اور اہل ہالینڈ کے آپسمیں لڑائیاں بھی ہوتی رہیں۔ جن میں کبھی ایک۔ اور کبھی دوسرا کامیاب بھی ہوتا رہا جس کی تفصیل یہاں لاحاصل ہے ✣

آخر زمانہ نے پلٹا کھایا۔ اور اب مسلمانوں کو زوال شروع ہوا۔ اور ڈچوں کی حکومت کی سنہ ۱۶۱۰ء میں باضابطہ ابتدا ہوئی۔ ڈچوں نے سنہ ۱۶۱۶ء میں جزائر جاوا کے دارالخلافہ شہر بٹاویہ کی بنیاد ڈالی۔ روز بروز انکی حکومت کو استحکام ہوتا گیا۔ لیکن اطمینان کامل نہیں رہا۔ سنہ ۱۸۱۱ء سے سنہ ۱۸۱۶ء تک جاوا انگریزوں کے قبضہ میں رہا۔ لیکن آخر میں انکو بھی یہاں سے جانا پڑا۔ اس پانچ سال کے عرصہ کو چھوڑ کر باقی سنہ ۱۶۱۰ء سے آجتک دراصل ڈچ ہی اس سرزمین کے مالک ہیں۔ صرف جزیرۂ "تیمر" کے نصف مشرقی حصہ پر اہل پرتگال کا قبضہ ہے اور نصف پر اہل ہالینڈ کا۔ جزائر جاوا میں آجکل ظاہری شکل سے تین اسلامی سلطنتیں ہیں۔ مگر سب اہل ہالینڈ کے قبضہ میں ✣

جزائر جاوا میں اسلام کب اور کیونکر پھیلا؟ اسلام ان جزائر میں کب اور کیونکر آیا؟ ان دونوں باتوں میں بیحد اختلاف پایا جاتا ہے ✣

دراصل سب سے پہلے عرب تاجر جو بصرہ اور بغداد کے اطراف کے رہنے والے تھے اس طرف آئے اور "ملکا" پھر جزیرہ "سوماترہ" میں تجارت کرتے رہے اور یہی لوگ اسلام کی اشاعت کے بانی قرار دیئے جاسکتے ہیں ✣

لیکن اسلام کی ابتدا کی ٹھیک تاریخ معین کرنا امر محال ہے۔ مگر اسمیں شک نہیں کہ تیرھویں صدی عیسوی میں اسلام یہاں آچکا تھا۔ مشہور سیاح "مارکو پولو" تیرھویں صدی کے آخر میں جاوا کے شمالی حصہ میں اسلام کا زور بیان کرتا ہے ابن بطوطہ سنہ ۱۳۲۵ء میں بہت زیادہ پھیلا ہوا اسلام ان ممالک میں بتلاتا ہے۔ "باگور" (بیوٹن زرگ) کے قریب ایک جگہ "باتو تولیس" نامی ہے۔ جس کے معنی ہیں "سنگ تحریر" مشہور ہے کہ اس پتھر کے ذریعہ سے شہزادہ "پریو راجہ پورانا" (راتو دواتما) نے پیشین گوئی کی تھی۔ کہ ان ممالک میں اسلام زور پکڑ جائیگا۔ لیکن تاریخ سے اسکا کوئی پتہ نہیں ملتا ✣

اسلام کی ابتدا مقامات بلیک اور جیبیج میں ہوئی۔ پھر جاوا کے شمالی اور اس کے بعد غربی سواحل میں پھیلا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہتے ہیں کہ جاوا میں سب سے اوّل ایک شخص حاجی پرودانا می آیا اور اسی نے ریاست پاجاجاران میں اسلام کی اشاعت شروع کی۔ لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی "گرے سگ" جو جاوا کے مشرق میں واقع ہے۔ عرب تجار کا تجارتی مرکز تھا۔ اور اسی کو جاوا میں اشاعت اسلام کا مرکز بھی سمجھنا چاہیئے ✦

چنانچہ مولانا ملک ابراہیم بھی جن کا نام تاریخ میں کثرت سے آتا ہے۔ اور جن کے بیشمار معتقدین بیان کیے جاتے ہیں گرے سگ کے قریب ہی مقام "گیری" میں تھے۔ انہیں کے زمانہ میں اسلام نے زور پکڑا ✦

ان کا جانشین اگر "رادن پاکو" ہوا۔ لیکن "رادن رحمت" جس نے "دجاپا" ماجو پاہت کے بادشاہ کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ اشاعت اسلام میں رادن پاکو کا دست راست ثابت ہوا۔ اور "سورابایا" کے قریب "نگام پل" میں ایک اسلامی مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ ان دونوں کی کوششوں سے تمام ریاستوں میں اسلام پھیلا۔ یہاں تک کہ جنوبی سواحل کی تمام ریاستیں حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئیں۔ اور آہستہ آہستہ آزاد ہو کر اصلی بادشاہوں اور ان کے راجاؤں کے ساتھ معرکہ آرائیاں ہوتی رہی ہیں اور کبھی آپس میں بھی ایک دوسرے پر تفوق حاصل کرنے کیلئے لڑتی رہیں۔ اور اس طرح اسلام جاوا کے مشرقی اور وسطی حصہ میں ترقی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ "ماتارام" (جگجا) سے ہوتا ہوا آبنائے "مادوراکو" عبور کر کے مادورا میں پہنچا ✦

سنہ ۱۴۷۵ء اور سنہ ۱۴۹۰ء کے درمیان نورالدین ابراہیم بن مولانا اسرائیل المعروف "سوناگونونگ جاتی" نے مغربی جاوا میں اسلام کی اشاعت کی۔ اور اس عرب شیخ نے مقام "چریبون" میں اس مقدس کام کو انجام دیا۔ جہاں بعد میں جاوا کی سب سے پہلی مسجد تعمیر کی گئی ✦

ان حالات کو دیکھ کر ان یورپین مؤرخوں پر افسوس آتا ہے جو تعصب سے اندھے ہو کر لکھتے ہیں کہ "ان جزائر میں اسلام بزور شمشیر پھیلا" ✦

"تنگر" کے علاقہ میں دسویں صدی کے آخر میں اسلام پھیلا۔ "آچے" کا کل علاقہ "سلطان علی" مغائت کے عہد میں (سنہ ۱۵۱۰ء تا سنہ ۱۵۲۲ء) اسلام کا حلقہ بگوش ہوا ✦

نورالدین نے جب چریبون میں اپنا سیاسی اور مذہبی اثر جمایا تو بنتام کے علاقہ میں بڑھنا شروع کیا۔ تاکہ مغربی سواحل اگر باضابطہ اسکے زیر حکومت نہ آجائے تو کم از کم زیر اثر تو ہو جائے۔ جسکا فائدہ یہ ہوا کہ آبنائے "سندا" کے ساتھ مسلمانوں کی تجارت آزادی سے ہو سکے ✦ کیونکہ پرتگیزوں کے سبب ان دنوں آبنائے ملاکا سے گذرنا خطرہ سے خالی نہ تھا ✦

بنتام کے راجہ نے جب اسلام اور نصرانیت کا تجارتی مقابلہ دیکھا۔ تو آخرالذکر سے معاہدہ کر کے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ان سے مدد چاہی اور اس طرح دونو نے ملکر چریبون اور ڈیماک کی اسلامی سلطنتوں کو برباد کرنا چاہا ✦

مگر نورالدین کے ایک بیٹے مولانا حسن الدین نے ان دونو کو سخت شکست دی اور علاقہ بنتام کے باشندے بھی مذہب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام میں داخل ہو گئے۔ مولانا حسن الدین نے درمیانی ریاستوں کو زیر اثر کر کے تقریباً ۱۵۲۳ء میں پاجاجاران کی افواج کا مقابلہ نہایت قابلیت سے کیا جو کہ شہزادہ سیلی وانگی کے زیر کمان تھیں۔ اور انکو شکست دیکر انکی سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ اس عظیم الشان اسلامی سلطنت چریبون نے اگرچہ بنتام اور پاجاجاران جیسی ریاستوں پر قبضہ کر لیا۔ مگر آہستہ آہستہ اپنی قوت کھوتی گئی اور ۱۶۲۵ء میں ماتارام کے زیر اثر اور ۱۶۳۲ء میں بالکل مدغم ہو گئی۔ جس کا اصلی سبب پانام پاہان کے مرنے کے بعد اس سلطنت کے دو حصے ہوتے ہیں۔ جو اسکے دو بیٹوں میں تقسیم ہوئی۔ جو بعد میں "سلطان سیبوہ" اور "سلطان انوم" کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان دونو کو باپ نے اس شرط پر سلطنت دی تھی۔ کہ وہ تیسرے بیٹے کے لئے "پاہان" گوڈونگ کی ریاست ختم کر دینگے۔ اس مشہور جنگ میں وہ دونو پکڑے گئے اور "کارتا" میں سیاسی قیدی بنا کر رکھے گئے اور بعد میں سلطان بنتام معروف بہ ابوالفتح کی وساطت سے آزاد ہو کر اپنی مملکت میں واپس آئے ✢

ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی نے ۱۶۱۹ء میں شہر بٹاویہ کی بنیاد ڈالی اور چریبون کے شہزادوں کے قید ہو جانے کے سبب سے چریبوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ اسلئے دونو نے واپس آتے ہی ایک طرف ماتارام کی اسلامی سلطنت سے عداوت بڑھانا شروع کیا۔ دوسری طرف ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی کے خلاف کارروائی کرنی شروع کی۔ کمپنی والے چاہتے تھے کہ اس سلطنت کو تین حصہ دار سلطنت میں اس طرح پر تقسیم کر دیں جس میں سراسر اپنا ہی فائدہ ہو ✢ چنانچہ اس ڈچ کمپنی نے انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی سے ملکر بنتام وغیرہ کے سلسلہ تجارت بحری کو اپنے جہازوں کے ذریعہ سے بند کر دیا۔ جس کے سبب سے اجگان مجبور ہوئے کہ نصرانیوں کے ساتھ ملکر دوستی قائم کریں۔ اور ۱۶۵۶ء میں اسکی ابتدا ایک عہد نامہ کے ذریعہ سے ہوئی۔ اور رفتہ رفتہ نصرانیوں کے پاؤں جمتے گئے ✢ مسلمانوں کی قومی سلطنت ماتارام جگجا کی تھی۔ جس کی طاقت ۱۶۱۳ء سے ۱۶۴۶ء تک تمام جاوا میں اور مدورا میں پھیلی ہوئی تھی ✢ اس سلطنت کے بادشاہ کو جس کا نام "سلطان اگینگ" تھا۔ مکہ معظمہ سے سلطان کا خطاب ملا تھا۔ اور اب اس علاقہ میں یہ ہی ایک اسلامی سلطنت رہ گئی تھی تو دشمنوں نے "تفرقہ ڈالو اور سلطنت کرو" کی پالیسی پر عمل کر کے وسط جاوا کے سلاطین کو مغربی جاوا والوں کے خلاف بھڑکایا۔ یہاں تک کہ دونو کی طاقتیں اس خانہ جنگی میں برباد ہو گئیں۔ اور اہل ہالینڈ نے ان لوگوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر تمام ریاستوں پر اپنا اثر جما لیا ✢ اور اب ان جزائر میں سوائے چند مجبور اور بے اختیار سلاطین کے کوئی خود مختار علاقہ باقی نہیں رہا ✢ ڈچ گورنمنٹ نے اسلامی سپہ گری سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔ ۱۶۲۷-۲۸ء میں جب ماتارام کے سلطان نے بٹاویہ کی ڈچ آبادی پر حملہ کیا۔ تو ڈچوں نے مسلمانوں ہی کی فوج سے انکو شکست دی جنکو آخر خانہ جنگی اور تجارتی مقاطعہ کے سبب سے بنتام اور چریبون والوں کی طرح نصرانیوں کے ساتھ دوستی ہی کرنی پڑی۔ ڈچ گورنمنٹ نے اسلامی فوج کے ذریعہ سے دور دراز کے وحشی جزائر پر اپنا قبضہ کر لیا ✢ آجکل یہاں کے مسلمانوں میں سب سے بڑی عزت حاجی بننے کی ہے اور جو حج کر آتے ہیں وہ سر پر عمامہ باندھ لیتے ہیں۔ اسی طرح جو عورت حج کر آتی ہے۔ وہ سر پر کپڑا باندھ لیتی ہے۔ ورنہ عورتیں بالکل ننگی پھرتی ہیں۔ آجکل تو بہائیت کا ان لوگوں میں بہت زور ہے۔ اخلاقی حالت بہت ہی خراب ہے۔ یہ لوگ آرام طلب بہت زیادہ ہیں۔ لیکن زمین زرخیز ہے۔ اسلئے آسودہ حال ہیں۔ دین اسلام کی حقیقت سے بالکل واقفیت نہیں۔ مذہباً سب شافعی ہیں ✢ زنار باندھ

گوشوارہ بقایا و فاضلہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان بابت ماہ اگست ۱۹۳۰ء

نمبر	نام صیغہ جات	رقوم بقایا		
۱	بیت المال	۱۰	۶	۲۹۸۵۴
۲	طبع و اشاعت	۳	۶	۱۵۴
۳	بورڈران ہائی	۹	۸	۲۳۳
۴	مقبرہ بہشتی	۹	۱۰	۴۲۸۳۴
۵	منارہ	۰	۰	۱۳۴۳
۶	قرضہ	۰	۰	۱۷۱۵۸
۷	پراویڈنٹ فنڈ	۸	۱۳	۲۲۸۰
۸	ترقی اسلام	۰	۰	۴۱
۹	بک ڈپو	۶	۶	۱۷۳
	میزان	۹	۴	۹۴۰۷۲

نمبر	نام صیغہ جات	رقوم فاضلہ		
۱	بقایا پیشگی	۰	۱۲	۱۵۹۴۱
۲	جائداد	۰	۴	۱۱
۳	ایجنسی	۰	۰	۴۸۵۰
۴	تعمیر	۰	۱۳	۲۷۴
۵	بورڈران احمدیہ	۳	۶	۳۰
۶	ناظر اعلیٰ	۶	۱۱	۱۴۵۱
۷	قضاء	۰	۱۲	۶۷
۸	افتاء	۰	۰	۱۵
۹	پرائیویٹ سکرٹری	۹	۱۴	۱۶۸۴
۱۰	محاسب	۹	۹	۲۴۱۰
۱۱	ہسپتال	۰	۹	۶۲۹
۱۲	دعوۃ و تبلیغ	۶	۲	۱۳۹۵۴
۱۳	ہائی سکول	۹	۱۳	۳۵۸۴
۱۴	صدقات	۶	۸	۱۵۳۵
۱۵	گرلز سکول	۳	۱۳	۱۵۶۱
۱۶	مدرسہ احمدیہ	۴	۱۵	۳۸۹۵
۱۷	جامعہ احمدیہ	۹	۱۰	۲۵۲۴
۱۸	احمدیہ ہوسٹل	۰	۱۲	۱۰۳۱
۱۹	امور عامہ	۳	۱۴	۱۶۴۵
۲۰	ضیافت	۹	۱۱	۲۴۹۱۵
۲۱	تعلیم و تربیت	۹	۹	۱۸۶۲
۲۲	تالیف و تصنیف	۰	۶	۲۷۱۶
۲۳	امور خارجیہ	۶	۱۴	۱۸۷۶
۲۴	خلافت	۰	۰	۳۲۸۵
۲۵	تجارت	۳	۴	۲۱۱۴
	میزان	۹	۴	۹۴۰۷۲

محمد اشرف
محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

—— ٭ ——

معززین رسالہ! ریویو میں سے جو اصحاب انگریزی دان ہیں [illegible] انگریزی ریویو بھی منگایا کریں اس کا چندہ سالانہ ۷ روپے ہے۔

قادیان سے دوسرا انگریزی اخبار ہفتہ وار سن رائز ۲۰×۲۶/۸ کی تقطیع ۱۲ صفحہ پر نکلتا ہے۔ عام اسلامی اغراض مد نظر ہیں۔ پانچ روپیہ سالانہ چندہ۔ نمونہ منگوا کر ضرور ملاحظہ کیجئے اور خریدار بن جائیے۔

—— ٭ ——

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریویو آف ریلیجنز اردو۔ قادیان دارالامان۔ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر ایس کے برمن کی

ٹریڈ مارک تارا رجسٹرڈ

سخت امراض کی
مجرب پیٹنٹ دوائیں

حالت

جب کبھی آپکو سردی سے بخار ہو تو

فصلی بخار و طحال کی دوا

استعمال کیجیئے۔ ہر شخص کو اسکی ایک شیشی اپنے پاس رکھنی چاہیئے۔ آج ۴۰ برس سے یہ دوا ہندوستان بھر میں مشہور ہو رہی ہے۔ اسمیں خصوصیت یہ ہے کہ چار پانچ خوراک میں ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے اور باقاعدہ کچھ روز کے استعمال سے پرانی سے پرانی تلی بھی بیخ و بنیاد سے جاتی رہتی ہے۔

قیمت فی شیشی چھوٹی ۹ر محصول ڈاک ۸ر
" بڑی شیشی ۱۵ر " ۱۱ر

حالت

داد کا مرہم

یہ مرہم داد کیلیئے اکسیر ہے۔ چاہے کتنی ہی روز کی کھجلی اٹھتی ہو۔ لگاتے ہی بند ہو جاتی ہے۔ اور تین چار مرتبہ کے لگانے سے تو نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا۔

قیمت فی ڈبی ۴ر محصول ڈاک ۶ر

نوٹ:۔ ہماری دوائیں ہر جگہ بکتی ہیں۔ اپنے شہر میں خریدنے سے وقت و ڈاک خرچ کی بچت ہوگی۔

صیغہ نمبر (۱۱۷) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ:۔ شیخ محمد وارث رحمت علی سوداگر گورداس پور